بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ

جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ جولائی ۲۰۰۸ء

Islamic Research Centre Rawalpindi
051-4830386

- آخرت پر ایمان
- غیر قبیلے میں شادی اور میاں بیوی کا اختلاف
- آلِ دیوبند کے پچاس (۵۰) جھوٹ
- اختصار علوم الحدیث کا ترجمہ
- امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ

مدیر

حافظ زبیر علی زئی

مکتبۃ الحدیث

حضرو، اٹک : پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ

# ماہنامہ الحدیث حضرو

نضر الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جلد: 5 | جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ جولائی ۲۰۰۸ء | شمارہ: 7



مدیر

حافظ زبیر علی زئی

0300-5335233

معاونین

حافظ ندیم ظہیر 0301-6603296

ابوجابر عبداللہ دامانوی 0300-7062081

محمد صفدر حضروی

ابوخالد شاکر

برائے رابطہ

اعظم بلال 0302-5756937

حافظ طارق مجاہد یزمانی 0345-8737752


قیمت

فی شمارہ : 20 روپے

سالانہ : 200 روپے

علاوہ محصول ڈاک

پاکستان: مع محصول ڈاک 250 روپے

خط کتابت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد

0300-5288783

مقام اشاعت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

## اس شمارے میں




Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-48...

کلمۃ الحدیث　　　　　　　　　　　　حافظ زبیر علی زئی

# آخرت پر ایمان

یہ عقیدہ کہ ایک دن قیامت برپا ہوگی اور تمام مخلوقات کو دوبارہ زندہ کر کے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا، ارکانِ ایمان کا اہم ترین رکن اور اسلام کے بنیادی عقائد میں سے اہم عقیدہ ہے۔ اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے ساتھ روزِ آخرت اور عالمگیر بعثت پر ایمان مربوط اور لازم وملزوم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴾ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے، ہم نے ان کے لئے ان کے اعمال خوشنما بنا دیئے ہیں، پس وہ گمراہی میں حیران و پریشان پھر رہے ہیں۔ انھی لوگوں کے لئے بُرا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ خسارے میں ہوں گے۔ (النمل:۴، ۵)

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی بعض لوگ آخرت کا انکار کرتے تھے، ان لوگوں کے بارے میں خالقِ کائنات فرماتا ہے: ﴿قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴾ کہہ دو! جی ہاں، میرے رب کی قسم! تمھیں ضرور زندہ کیا جائے گا پھر تمھارے اعمال تمھیں بتائے جائیں گے اور یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔ (التغابن:۷)

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾

اور (نامۂ اعمال کی) کتاب رکھ دی جائے گی تو جرم کرنے والے اس سے ڈرے ہوئے ہوں گے اور کہیں گے: ہائے ہماری تباہی! یہ کیسی کتاب ہے جس میں نہ کوئی چھوٹی بات رہ گئی ہے اور نہ بڑی، اس میں سب کچھ درج ہے، اور وہ اپنے اعمال کو اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ (الکہف:۴۹)

اہلِ ایمان ہر وقت آخرت کو مدِّ نظر رکھتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے، آپ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی چیز نہیں تھی اور آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک سرہانا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ کے پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف چمڑے کی ایک مشک لٹکی ہوئی تھی۔ جب میں نے آپ کی پشت پر چٹائی کے نشانات دیکھے تو رو پڑا۔ میں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں اور قیصر و کسریٰ مزے کر رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**أما ترضى أن تكون لهم الدنيا ولنا الآخرة .**)) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہے؟ (صحیح بخاری: ۴۹۱۳، صحیح مسلم: ۱۴۷۹، دارالسلام: ۳۶۹۱)

قارئینِ کرام! دنیا میں جتنے قوانین ہیں اُن سے جرائم رک نہیں رہے بلکہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں مگر آخرت پر ایمان ایسا عقیدہ اور قانون ہے کہ انسان کو ہر جرم سے روک دیتا ہے۔

چور کو اگر یقین ہو کہ کل آخرت میں اسے چوری کا حساب دینا پڑے گا تو وہ پوری قوت سے اپنے آپ کو چوری سے بچائے گا اور سمجھے گا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ مادر پدر آزاد، شتر بے مہار اور آخرت کے خوف سے بے پروا پیدا کیا گیا ہے تو وہ آگاہ رہے کہ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمھیں عبث (بے فائدہ) پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس نہ لائے جاؤ گے؟ (المومنون: ۱۱۵)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ہم نے آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کھیل کود کا سامان نہیں بنایا، ہم نے انھیں حق کے ساتھ ہی بنایا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ (الدخان: ۳۸، ۳۹)

بھائیو! دنیا کی یہ زندگی عارضی ہے اور آخرت کا ابدی دن آنے والا ہے۔ جان لیں کہ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، یہاں جو بوئیں گے وہاں وہی کاٹیں گے۔ سوچیں! ہم نے آخرت کی کیا تیاری کر رکھی ہے؟ یاد رکھیں! دنیا کی یہ زندگی آخری موقع ہے، دوبارہ ایسا کوئی موقع نہیں ملے گا۔ آخرت کا دروازہ موت کی صورت میں مسلسل لوگوں کو نگل رہا ہے، پھر بھی اکثر لوگ آخرت سے غافل ہیں۔!!

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

فقہ الحدیث — حافظ زبیر علی زئی

# فقہ الحدیث آدھا علم ہے

**١٤٧) وعن رافع بن خديج قال :قدم نبي اللّٰه ﷺ وهم يؤبّرون النخل فقال :(( ما تصنعون ؟ )) قالوا : كنا نصنعه . قال :(( لعلكم لولم تفعلوا كان خيرًا . )) فتركوه فنقصت . قال : فذكروا ذلك له فقال :(( إنما أنا بشر، إذا أمرتكم بشيء من أمر دينكم فخذوا به و إذا أمرتكم بشيء من رأيي فإنما أنا بشر . )) رواه مسلم .**

(سیدنا) رافع بن خدیج (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ (مدینہ طیبہ) تشریف لائے اور لوگ کھجور کے درختوں کی پیوند کاری کرتے تھے، آپ (ﷺ) نے پوچھا: تم کیا کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہم اسی طرح کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو! لوگوں نے پیوند کاری چھوڑ دی تو اس سال (کھجور کی) فصل تھوڑی ہوئی۔ لوگوں نے جب آپ (ﷺ) سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: میں تو ایک بشر ہوں، اگر میں تمھیں دین کا کوئی حکم دوں تو اسے لے لو اور اگر اپنی رائے سے کوئی بات کروں تو میں ایک بشر ہوں۔ اسے مسلم (۲۳۶۲/۴۰) نے روایت کیا ہے۔

**فقہ الحدیث:**

① رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں بلکہ صرف اللہ ہی عالم الغیب ہے اور یہ اس کی صفتِ خاصہ ہے۔

② دین میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حدیث حجت ہے۔

③ جب رسول اللہ ﷺ کی رائے اور اجتہاد پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں تو کسی عام مجتہد یا بڑے عالم کے اجتہاد و رائے پر عمل کرنا کس طرح لازم و ضروری ہو سکتا ہے؟

④ تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-8303086

⑤ بعض دنیاوی علوم کا معلوم نہ ہونا علوِ شان کے منافی نہیں ہے۔

⑥ دنیاوی اُمور میں لوگوں کو اختیار ہے جس طرح چاہیں کریں بشرطیکہ ان کا عمل کسی دینی حکم کے مخالف نہ ہو۔

⑦ سیدہ عائشہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( **أنتم أعلم بأمر دنیاکم** )) تم دنیاوی امور زیادہ جانتے ہو۔

(صحیح مسلم: ۲۳۶۳، دارالسلام: ۶۱۲۸)

⑧ اجتہاد میں غلطی ہوسکتی ہے لہٰذا کسی مجتہد کی اطاعت واجب نہیں ہے۔

⑨ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا نور ہونے کے باوجود بشر ہیں۔

⑩ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں ورنہ پھر مدینہ تشریف لانے کا کیا مطلب ہے؟

**١٤٨) وعن أبي موسى قال قال رسول الله ﷺ :(( إنما مثلي ومثل ما بعثني الله به كمثل رجل أتى قومًا فقال :يا قومِ ! إني رأيت الجيش بعينيّ و إني أنا النذير العريان !فالنجاء النجاء . فأطاعه طائفةٌ من قومه فأدلجوا فانطلقوا على مهلهم فنجوا و كذّبت طائفة منهم فأصبحوا مكانهم فصبّحهم الجيش فأهلكهم واجتاحهم . فذلك مثل من أطاعني فاتبع ما جئت به ومن عصاني و كذّب ما جئت به من الحق . )) متفق عليه .**

(سیدنا) ابوموسیٰ (عبداللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور اللہ نے جو دین مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو ایک قوم کے پاس آ کر کہتا ہے: اے میری قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے (جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے) میں واضح ڈرانے والا ہوں، بچ جاؤ بچ جاؤ۔ اس کی قوم کے ایک گروہ نے اس کی بات مانی، وہ راتوں رات نکل کر اپنے محفوظ ٹھکانوں پر پہنچ گئے تو (دشمنوں سے) بچ گئے۔ ایک گروہ نے اسے جھوٹا سمجھا اور اپنے گھروں میں رات گزاری تو صبح کو وہ لشکر پہنچ گیا جس نے انھیں تباہ و برباد کر دیا۔ یہ مثال ان کی ہے جنھوں

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-8830366

نے میری اطاعت کی اور میرے لائے ہوئے دین پر عمل کیا (تو وہ نجات پا گئے) اور جنھوں نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے دینِ حق کو جھوٹا سمجھا (تو وہ تباہ ہو گئے۔)
متفق علیہ (صحیح بخاری: ۷۲۸۳، صحیح مسلم: ۲۲۸۳/۱٦)

**فقہ الحدیث:**

① رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔
② سچے راوی کی بیان کردہ خبرِ واحد حجت ہے۔
③ تبلیغِ دین کے لئے مثالیں بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان مثالوں سے کسی دینی حکم کی مخالفت نہ ہو۔
④ قرآن وحدیث پر عمل نہ کرنے والے لوگ آسمانی عدالت اور اُخروی زندگی میں تباہ و برباد ہوں گے اور (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) عذاب میں رہیں گے۔

**۱٤۹) وعن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: (( مثلي كمثل رجل استوقد نارًا فلما أضاء ت ما حولها جعل الفراش و هذه الدواب التي تقع فی النار يقعن فيها وجعل يحجز هن و يغلبنه فيتقحمن فيها فأنا آخذ بحجزكم عن النار و أنتم تقحمون فيها . )) هذه رواية البخاري ولمسلم نحوها وقال في آخرها: قال :((فذلك مثلي و مثلكم، أنا آخذ بحجزكم عن النار: هلم عن النار! هلم عن النار! فتغلبوني . تقحمون فيها .)) متفق عليه.**

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی پھر جب اس کے اردگرد روشنی ہو گئی تو پتنگے وغیرہ جو آگ میں گرتے ہیں اس میں گرنے لگے۔ وہ آدمی انھیں دور ہٹانے لگا لیکن وہ اس پر غالب آ کر آگ میں زبردستی گرنے لگے۔ میں تمھیں تمھاری کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹا رہا ہوں اور تم ہو کہ اس میں زبردستی گرتے جا رہے ہو۔
یہ (صحیح) بخاری (٦٤٨٣) کی روایت ہے اور (صحیح) مسلم (۲۲۸٤/۱۸) میں اسی طرح

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

روایت ہے جس کے آخر میں آیا ہے کہ یہ میری اور تمھاری مثال ہے۔ میں تمھیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹا رہا ہوں۔ آگ سے پرے ہٹ جاؤ، آگ سے پرے ہٹ جاؤ! مگر تم زبردستی اس میں گر رہے ہو۔ متفق علیہ (صحیح بخاری: ۶۴۸۳، صحیح مسلم: ۱۷/۲۲۸۴)

**فقہ الحدیث:**

① رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔
② صرف دینِ اسلام پر عمل کرنے میں ہی پوری انسانیت کی نجات ہے۔
③ مناسب مثالوں کے ذریعے سے اپنی بات سمجھانا جائز ہے۔
④ ثقہ راوی کی زیادت (روایت میں اضافہ) حجت ہے۔
⑤ اگر ایک صحیح روایت میں کچھ الفاظ زیادہ ہوں اور دوسری روایت میں وہ الفاظ موجود نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے، اضافے کا ہی اعتبار کرنا چاہئے۔
⑥ حدیث حجت ہے۔
⑦ خبرِ واحد حجت ہے۔

**۱۵۰) وعن أبي موسى قال قال رسو ل اللّٰه ﷺ: (( مثل ما بعثني اللّٰه به من الهدى والعلم كمثل الغيث الكثير أصاب أرضًا فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فأنبتت الكلأ والعشب الكثير وكانت منها أجادب أمسكت الماء فنفع اللّٰه بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا وأصاب منها طائفة أخرى إنما هي قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلأً فذلك مثل من فقه في دين اللّٰه ونفعه ما بعثني اللّٰه به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأسًا ولم يقبل هدى اللّٰه الذي أرسلت به .)) متفق عليه .**

(سیدنا) ابوموسیٰ (الاشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے اس کی مثال اس زیادہ بارش کی طرح ہے جو کسی زمین پر برستی ہے تو زمین کا ایک اچھا ٹکڑا اس پانی کو جذب کر لیتا ہے پھر اس میں بہت سی گھاس

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-8330360

اور سبزہ پیدا ہوتا ہے۔ زمین کے بعض ٹکڑے سخت ہوتے ہیں جو پانی کو جمع کر لیتے ہیں پھر اللہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ لوگ اسے پیتے اور پلاتے ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ زمین کا ایک حصہ چٹیل میدان کی طرح ہوتا ہے جو نہ پانی روکتا ہے اور نہ اس میں کوئی سبزہ اُگتا ہے۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جسے اللہ نے دین میں تفقہ دیا اور جو دین میں لایا ہوں اُس سے نفع پہنچایا تو اس آدمی نے علم سیکھا اور علم سکھایا۔ اور دوسری مثال اس شخص کی ہے جس نے دین پر کوئی توجہ نہ دی اور اللہ نے جو ہدایت دے کر مجھے بھیجا ہے اسے قبول نہ کیا۔ متفق علیہ (صحیح بخاری: ۷۹، صحیح مسلم: ۲۲۸۲/۱۵)

فقہ الحدیث:

① دو قسم کے لوگ فائدے میں ہیں: قرآن و حدیث کو یاد کر کے اس کی تعلیم دینے والے اور قرآن و حدیث کے تفقہ (سوجھ بوجھ) کے ذریعے سے دین اسلام کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے۔

② صحیح العقیدہ عالم کو عام لوگوں پر فضیلت حاصل ہے بشرطیکہ وہ کتاب و سنت پر عمل کرنے والا ہو، ریاکار اور لالچی نہ ہو۔

③ مسلمان بھائیوں سے تعاون کرنا اور ان کے کام آنا اہلِ ایمان کی نشانی ہے۔

④ تفقہ سے مراد فہم سلف صالحین کی روشنی میں قرآن، حدیث اور اجماع پر عمل ہے۔ کتاب و سنت کی مخالفت کرنے والے بعض اہل الرائے اپنے آپ کو فقیہ سمجھ بیٹھتے ہیں حالانکہ وہ فقہ و تفقہ سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔

امام بخاری کے استاذ امام علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''التفقه فی معاني الحديث نصف العلم ، ومعرفة الرجال نصف العلم''

حدیث کے مفہوم کا تفقہ آدھا علم ہے اور اسماء الرجال کی پہچان آدھا علم ہے۔

(المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ص ۳۲۰ ح ۲۲۲ وسندہ صحیح)

ولید بن حماد اللؤلؤی نامی ایک فقیہ گزرے ہیں جنھیں حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات

(۹/۲۲۶) میں ذکر کیا ہے۔ ان کے بارے میں ابوجعفر محمد بن عبید بن عتبہ الکوفی (ثقہ صدوق) فرماتے ہیں: ''و کان من البکّائین ، ثقة فقیه، لا یفتي بالرأي ''

وہ کثرت سے رونے والوں میں سے تھے، ثقہ فقیہ تھے، رائے سے فتویٰ نہیں دیتے تھے۔

(صحیح ابی عوانہ ج اص ۹ ح ۱۲، وسندہ صحیح)

افسوس ہے ان لوگوں پر جو کتاب وسنت کا علم ہونے کے باوجود جان بوجھ کر قرآن و حدیث کے خلاف رائے پر فتوے دیتے ہیں اور اپنے آپ کو ''فقیہ'' سمجھے بیٹھے ہیں۔!

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان (( رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ )) اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے، پڑھتے تھے۔ (سنن ابی داود: ۸۷۴، سنن النسائی: ۱۰۷۰، ۱۱۴۶، مسند ابی داود الطیالسی: ۴۱۶ وسندہ صحیح)

تنبیہ: نبی کریم ﷺ گناہوں سے بالکل پاک اور معصوم ہیں۔ آپ یہ دعا امت کی تعلیم کے لئے پڑھتے تھے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میرے اور گناہوں کے درمیان پردہ ڈال دے۔ (دیکھئے میری کتاب الاتحاف الباسم فی تحقیق موطأ امام مالک روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم ح ۴۸۳)

جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ راوی امام مکحول تابعی رحمہ اللہ دو سجدوں کے درمیان '' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِيْ '' اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے مضبوط کر دے اور مجھے رزق عطا فرما، پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ نسخہ جدیدہ محققہ ج ۲ ص ۵۳۴ ح ۸۹۲۲ وسندہ صحیح)

اس کے برعکس محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی کی طرف منسوب کتاب ''الجامع الصغیر'' میں لکھا ہوا ہے: ''و کذلك بین السجدتین یسکت ''

اور اسی طرح دو سجدوں کے درمیان خاموش رہے گا۔ (ص ۸۸)

اس پر حاشیے میں عبدالحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں: ''ھذا مخالف لما جاء فی الأخبار الصحاح ... ''جو صحیح احادیث میں آیا ہے یہ اس کے مخالف ہے۔ !

(شرح الجامع الصغیر ص ۸۸)



Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830366

حافظ زبیر علی زئی

# توضیح الاحکام

## غیر قبیلے میں شادی اور میاں بیوی کا اختلاف

سوال: محترم حافظ صاحب صورت احوال کچھ یوں ہے کہ میرے ایک دوست انگلینڈ میں ہوتے ہیں۔ کافی عرصہ پہلے اُن کی شادی، غیر برادری میں ہوئی تھی۔ اُنھوں نے مجھے فون پر بتایا کہ میں کافی عرصہ سے پریشان ہوں اور آپ مجھے کسی اچھے عالم دین سے مسئلہ پوچھ کر بھیجیں تاکہ میں اپنی بیوی کو بتاؤں اور ہوسکتا ہے کہ میری زندگی میں سکون ہو سکے۔ تو میں نے بھائی امجد سے بات کی تو اُنھوں نے آپ کا ایڈریس (پتا) دیا۔ تو اس سلسلے میں آپ کو خط لکھ رہا ہوں، آپ سے گزارش ہے کہ اگر ہو سکے تو جواب کمپیوٹر پر کمپوز کر کے اور دستخط کر کے بھیجیں کیونکہ میرے دوست کی بیوی اردو زیادہ نہیں پڑھ سکتی اور کمپیوٹر کمپوزنگ ذرا واضح ہوتی ہے اس کو پڑھنے میں آسانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو اُن کا گھر آباد کرنے اور سکون مہیا کرنے کا سبب بنائے (آمین) مسئلہ یہ ہے:

① کیا غیر برادری میں شادی کرنا معیوب ہے؟

② اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھنا اور دوسرے کو گھٹیا سمجھنا اسلام کی نظر میں کیسا ہے؟

③ نبی ﷺ نے بیٹیوں کی شادی کبھی غیر برادری (قوم) میں کی ہے؟

④ میرے دوست کی بیوی کہتی ہے کہ جب سے میری تم سے شادی ہوئی ہے۔ میں نے کبھی سکون نہیں دیکھا۔ جب سے تم میری زندگی میں آئے ہو میرے سارے کام رُک گئے ہیں کوئی کام نہیں ہوتا۔ کیا کسی کی زندگی میں آنے سے ایسا ہوسکتا ہے؟ یاد رہے میرے دوست کی بیوی اخراجات میں شاہ خرچ ہے۔

⑤ وہ کہتی ہے کہ میں نے استخارہ کیا تھا (شادی سے پہلے) تو مجھے خون نظر آیا تھا خواب میں۔ وہ کہتی ہے میں نے کسی مولوی سے پوچھا تھا وہ کہتا تھا کہ سرخ اور سیاہ رنگ کا نظر آنا

Islamic Research Centre Rawalpindi 0514403000

اچھا نہیں ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں اس استخارے کا کیا مطلب ہے؟
حافظ صاحب! براہِ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیں اور اگر ہو سکے تو ذرا جلدی جواب دے دیں میں نے یہ جواب انگلینڈ بھیجنا ہے اور ایک گزارش ہے کہ میرے دوست کے لئے خصوصی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو اتفاق واتحاد اور سکون دے اور اُس کی بیوی کو ہدایت دے کر راہِ حق مسلک حق کی طرف موڑ دے۔(آمین)

(ابواحمد، میر پور)

تنبیہ: سائل کے سوال کو من وعن نقل کیا گیا ہے۔

**الجواب:** آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

① غیر برادری میں شادی کرنا معیوب نہیں ہے۔سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزہری المہاجر رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری عورت سے شادی کی تھی۔
دیکھئے موطأ امام مالک (روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم: ۱۵۰، بتحقیقی، روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۲/۵۴۵ ح ۱۱۸۴، وھو حدیث صحیح) صحیح بخاری (۵۱۵۳) اور صحیح مسلم (۱۴۲۷/۸۱)

② صحیح العقیدہ مسلمان بھائیوں میں سے کسی کا اپنے آپ کو اعلیٰ اور دوسرے کو گھٹیا سمجھنا اسلام کی نظر میں جائز نہیں ہے۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (( بحسب امرئ من الشر أن یحقر أخاه المسلم . )) آدمی کے شر کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر (گھٹیا) سمجھے۔ (صحیح مسلم: ۲۵۶۴)

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں جن کے نام مع شوہروں کے نام درج ذیل ہیں:

۱: فاطمہ رضی اللہ عنہا　(علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہ)
۲: زینب رضی اللہ عنہا　(ابوالعاص بن الربیع القرشی رضی اللہ عنہ)
۳: رقیہ رضی اللہ عنہا　(سیدنا عثمان بن عفان القرشی الاموی رضی اللہ عنہ)
۴: ام کلثوم رضی اللہ عنہا　(سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ)

④ شادی میں ناکامی کی وجہ اگر بدشگونی اور بدفالی ہے تو یہ غلط ہے۔ارشادِ نبوی ہے:

(( **لا طيرة .**)) کوئی بدفالی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری:۵۷۵۴،صحیح مسلم:۲۲۲۳)
اگر ناکامی کی وجہ فریقین (میاں بیوی) کی باہم مفاہمت (Understanding) اور محبت نہیں ہے تو یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔

**تنبیہ:** اسراف اور شاہ خرچی جائز نہیں ہے اگرچہ اس کا ارتکاب شوہر کرے یا اس کی بیوی، حتی الوسع کفایت شعاری سے کام لینا چاہئے۔

⑤ استخارے کی وجہ سے خواب دیکھنا حدیث سے ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ کہنا ''مجھے خون نظر آیا تھا'' بے دلیل ہے۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ''سرخ اور سیاہ رنگ کا نظر آنا اچھا نہیں ہے'' بلادلیل ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

**تنبیہ:** خواب کی تعبیر کے نام سے جو کتابیں مارکیٹ میں ہیں، بے دلیل و بے ثبوت ہونے کی وجہ سے ناقابلِ حجت ہیں مثلاً عبدالغنی النابلسی (بدعتی) کی ''تعطير الأنام في تعبير المنام'' ابوالقاسم دلاوری دیوبندی تقلیدی کی ''تعبیر الرویا کلاں'' اور امام ابن سیرین رحمہ اللہ کی طرف منسوب جعلی کتاب ''تعبیر الرؤیا'' یا ''تفسیر الأحلام''

عوام کے لئے ان کتابوں سے بچنا ضروری ہے۔ دیکھئے شیخ ابوعبیدہ مشہور بن حسن آلِ سلمان کی کتاب ''كتب حذر منها العلماء'' ج۲ص۲۷۵۔۲۷۷، ۲۷۹۔۲۸۳

**ایک اہم بات:** آخر میں عرض ہے کہ بیوی پر (معروف اُمور میں) اپنے شوہر کی اطاعت فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( **والّذي نفس محمد بيده ! لا تؤدي المرأة حق ربها حتى تؤدي حق زوجها .**)) إلخ
اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جس وقت تک وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کر دے۔ الخ
(سنن ابن ماجہ:۱۸۵۳، وسندہ حسن وصححہ ابن حبان، الموارد:۱۲۹۰، والحاکم علیٰ شرط الشیخین ۴/ ۱۷۲، ووافقہ الذہبی)
سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( **ثلاثة لا تجاوز صلاتهم آذانهم .... وامرأة باتت و زوجها عليها ساخط .**)) إلخ

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830386

تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں جاتی ....اور وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اُس سے ناراض ہو۔ الخ

(سنن الترمذی: ۳۶۰ وقال: ''حسن غریب'' وسندہ حسن وحسنہ البغوی فی شرح السنۃ ۳/۴۰۴ ح ۸۳۸)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(( لا تؤذي امرأة زوجها في الدنيا إلا قالت زوجته من الحور العين :لا تؤذيه قاتلك الله !فإنما هو عندك دخيل ، يوشك أن يفارقك إلينا .))

جو عورت بھی اپنے (ایمان دار) شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو اس شوہر کی حوروں میں سے بیوی کہتی ہے: اسے تکلیف نہ دو، اللہ تجھے تباہ کرے! یہ تیرے پاس کچھ دنوں کا مہمان ہے، قریب ہے کہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے۔ (سنن الترمذی: ۱۱۷۴، وقال: ''حسن غریب'' قلمی نسخہ ص ۸۵ ب، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۵/۲۲۰، واسماعیل بن عیاش صرح بالسماع عندہ وھو بریٔ من التدلیس)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (( لا تصوم المرأة وبعلها شاهد إلا بإذنه .)) کوئی عورت اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر (نفلی) روزہ نہیں رکھ سکتی۔

(صحیح بخاری: ۵۱۹۲، صحیح مسلم: ۱۰۲۶)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کو اس کے شوہر کے بارے میں فرمایا: (( فإنما هو جنتك و نارك .)) وہی تیری جنت ہے اور وہی تیری جہنم ہے۔

(مسند احمد ۴/۳۴۱ ح ۱۹۰۰۳، وسندہ حسن، السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۹۶۷، وصححہ الحاکم ۲/۱۸۹، ووافقہ الذہبی)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے عصرِ حاضر میں حدیث کے مشہور عالم شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی کتاب ''آداب الزفاف'' (ص ۲۸۱۔۲۹۲)

اس سلسلے میں ڈاکٹر فرحت ہاشمی کی تقریر ''اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ'' کے موضوع پر بہت مفید ہے جو کہ کیسٹ کی صورت میں مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

معلوم ہوا کہ بیوی پر شوہر کی خدمت اور اطاعت فرض ہے۔

یاد رہے کہ شوہر پر بھی بیوی کے بہت سے حقوق ہیں جن کی ادائیگی اس پر فرض ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830366

رسول اللہ ﷺ سے عورتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:
(( و أطعمها إذا طعمتَ و اكسها إذا اكتسيتَ و لا تقبّح الوجه ولا تضرب .))
جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا، جب تو پہنے تو اسے بھی پہنا اور اس کے چہرے کو برا نہ کہہ اور نہ اسے (چہرے پر) مار۔ (سنن ابی داود:۲۱۴۳، وسندہ حسن)

میرے علم میں ایسے واقعات آئے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس برٹش پاسپورٹ ہوتا ہے تو وہ اپنے ان ماتحتوں کو بہت تنگ کرتے ہیں جن کے پاس برٹش پاسپورٹ نہیں ہوتا۔ گویا وہ اپنے آپ کو کوئی آسمانی مخلوق سمجھتے ہیں۔ برطانیہ کی نیشنلٹی والا مرد اپنی اس بیوی کو تنگ کرتا ہے جس کے پاس نیشنلٹی نہیں ہوتی اور اسی طرح نیشنلٹی والی بیوی اپنے اس شوہر کو بے حد تنگ کرتی ہے جس کے پاس برطانوی نیشنلٹی نہیں ہوتی۔ ایسا کرنا بالکل حرام ہے۔
سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(( المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده .))
مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (صحیح بخاری:۱۰)
انھی الفاظ والی روایت سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔
دیکھئے صحیح مسلم (۴۱، ترقیم دارالسلام:۱۶۲) وما علینا إلا البلاغ (۸/ مارچ ۲۰۰۸ء)

## قبر میں منکر نکیر کا سوال و جواب اور اعادۂ روح

**سوال:** کیا نکیرین کے سوال و جواب اور حساب کتاب کے بعد روح پھر میت کے بدن سے نکال لی جاتی ہے؟ (ایک سائل)

**الجواب:** قبر میں منکر نکیر کے سوال جواب والی روایت حسن لذاتہ ہے۔ دیکھئے سنن ترمذی (۱۰۷۱، وقال: "حسن غریب" وصححہ ابن حبان:۳۱۰۷) چونکہ قبر میں اعادۂ روح برزخی ہوتا ہے جس کا دنیاوی اعادے سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا نکالنے یا داخل ہونے سے دنیاوی زندگی ثابت نہیں ہوتی اور نہ اس کی کیفیت ہمیں معلوم ہے۔ جس کا علم ہی نہیں اس کے بارے میں قیاس آرائیوں سے بچنا چاہیے۔ (شہادت، دسمبر ۲۰۰۳ء)

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830382

حافظ زبیر علی زئی

# آلِ دیوبند کے پچاس (50) جھوٹ

اس مضمون میں آلِ دیوبند کی اپنی کتابوں سے باحوالہ ایسی پچاس عبارات پیش کی گئی ہیں جو واضح طور پر جھوٹ ہیں اور ان عبارات کا جھوٹ ہونا بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ مضمون اصل میں میری کتاب اکاذیب آلِ دیوبند کا ایک باب ہے۔

**جھوٹ نمبر ۱:** اشرف علی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں:

''خان صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے مولانا نانوتوی بیان فرماتے تھے کہ نواب قطب الدین خان صاحب بڑے پکے مقلد تھے اور مولوی نذیر حسین صاحب پکے غیر مقلد۔ ان میں آپس میں تحریری مناظرے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی جلسے میں میری زبان سے یہ نکل گیا کہ اگر کسی قدر نواب صاحب ڈھیلے پڑ جائیں اور کسی قدر مولوی نذیر حسین اپنا تشدد چھوڑ دیں تو جھگڑا مٹ جائے۔ میری اس بات کو کسی نے نواب قطب الدین خان صاحب تک بھی پہنچا دیا اور مولوی نذیر حسین صاحب تک بھی۔ مولوی نذیر حسین تو سُن کر ناراض ہوئے مگر نواب صاحب پر یہ اثر ہوا کہ جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں تشریف لائے اور فرمایا: بھائی جس قدر میری زیادتی ہو خدا کے واسطے تم مجھے بتلا دو۔

میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ میں جھوٹ بولوں لہٰذا میں نے جھوٹ بولا (اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا) اور کہا کہ حضرت آپ میرے بزرگ ہیں۔ میری کیا مجال تھی کہ میں ایسی گستاخی کرتا۔ آپ سے کسی نے غلط کہا ہے۔ غرض میں نے بمشکل تمام ان کے خیال کو بدلا اور بہت دیر تک وہ بھی روتے رہے اور میں بھی روتا رہا۔ یہ قصہ بیان کر کے خان صاحب نے فرمایا کہ جب مولانا نے یہ قصہ بیان فرمایا اس وقت بھی آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔''

(ارواح ثلاثہ المعروف حکایات اولیاء ص ۳۹۰، ۳۹۱ حکایت نمبر ۳۹۱ و معارف الاکابر ص ۲۵۹، ۲۶۰)

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

اس حکایت کے راوی خان صاحب (امیر شاہ خان صاحب، متوطن خورجہ، مقیم مینڈھو، ضلع علیگڑھ) کے بارے میں تھانوی صاحب نے کہا: ''مرحوم ومغفور کو خدا تعالیٰ نے اس موضوع کے متعلق چند نعمتوں کا جامع بنایا تھا۔ اپنے سلسلہ کے متعدد اکابر کی خدمت وصحبت (۲) ان سب حضرات کی نظر میں مقبولیّت ومحبوبیّت ...... قوت حافظہ واحتیاط فی الروایات والتزام سند'' (تمہید شریف الدّ رایات ارواح ثلاثہ ص۱۳)

معلوم ہوا کہ یہ سند دیوبندی اصول کی رُو سے ''صحیح لذاتہ'' ہے۔ اس ''صحیح سند'' سے ثابت ہوا کہ بانی مدرسۂ دیوبند: محمد قاسم نانوتوی صاحب نے ذاتی مفاد کے لئے صریح جھوٹ بولا اور اس کا اعتراف بھی کیا۔ اصولِ حدیث میں ''موضوع'' روایت کی ایک پہچان یہ بھی لکھی ہوئی ہے کہ ''إقرار واضعه علی نفسه، قالاً أو حالاً'' جھوٹ بولنے والا خود، اپنے قول یا زبانِ حال کے ساتھ جھوٹ بولنے کا اعتراف کرے۔

(دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ۲۳۷/۱ نوع:۲۱)

**جھوٹ نمبر۲:** رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

''یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے کہ جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ''

(مکاتیب رشیدیہ ص۱۰ المکتوب نمبر۱۳ وفضائل صدقات حصہ دوم ص۵۵۵، ۵۵۶ دوسرا نسخہ ص۵۵۷، ۵۵۸)

اس خط میں گنگوہی صاحب کا یہ کہنا ''وہ جو میں ہوں وہ تو ہے'' کائنات کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ دوسرے یہ کہ گنگوہی صاحب نے بذاتِ خود اپنے ''جھوٹا'' ہونے کا اعتراف بھی کیا ہے۔

**جھوٹ نمبر۳:** حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں''

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830389

(کلیات امدادیہ/ضیاء القلوب ص ۳۵، ۳۶)

یہ کہنا کہ ''بندہ باطن میں خدا ہو جاتا ہے'' بہت بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ ہے۔

**جھوٹ نمبر۴:** ذاکر کے بارے میں حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہیئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔'' (کلیات امدادیہ/ضیاء القلوب ص ۱۸)

یہ کہنا کہ ذاکر ہو ہو کرنے سے اللہ بن جاتا ہے، کائنات کا عظیم ترین جھوٹ اور.....ہے۔

**جھوٹ نمبر۵:** حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ کنت کنزاً مخفیاً الخ اس پر دلیل ہے''

(شمائم امدادیہ ص ۳۸)

یہ کہنا کہ ''بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ'' انتہائی سیاہ ترین جھوٹ اور.....ہے۔

**تنبیہ:** '' کنت کنزاً مخفیًا '' کے الفاظ نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث میں اور نہ آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ثابت ہیں۔ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

**''ليس هذا من كلام النبي ﷺ ولا يعرف له إسناد صحيح ولا ضعيف''**

یہ نبی ﷺ کا کلام نہیں ہے اور نہ اس کی صحیح یا ضعیف سند معلوم ہے۔

(احادیث القصاص لابن تیمیہ ص ۵۵ ح ۳)

**جھوٹ نمبر۶:** اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

'' کیونکہ ہمارا نزاع غیر مقلدوں سے فقط بوجہ اختلاف فروع و جزئیات کے نہیں ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو حنفیہ، شافعیہ کی کبھی نہ بنتی، لڑائی دنگہ رہا کرتا، حالانکہ ہمیشہ صلح و اتحاد رہا''

(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲)

تھانوی صاحب یہ لکھ رہے ہیں کہ حنفیہ و شافعیہ میں ہمیشہ صلح و اتحاد رہا، جب کہ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ حنفیوں اور شافعیوں میں شدید لڑائیاں ہوئی ہیں۔ دیکھئے معجم البلدان (ج ا



Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830306

ص۲۰۹، اصبہان، وج۳ص۱۱۷، ری) وتاریخ ابن اثیر (ج۹ص۹۲ حوادث سنۃ ۵۶۱ھ)

**جھوٹ نمبر۷:** اہلِ حدیث کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور چار نکاح سے زیادہ جائز رکھتے ہیں'' (امداد الفتاویٰ ج۴ص۵۶۲)

اس تھانوی جھوٹ کے برعکس اہل حدیث عالم شیخ ابو الکلام ظفر عالم صاحب شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ مالیگاؤں لکھتے ہیں: ''مذکورہ بیان سے معلوم ہوا ہے کہ بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں'' (فتاویٰ ثنائیہ ج۲ص۱۶۶)

**جھوٹ نمبر۸:** اہل حدیث کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو در بارہ تراویح کے بدعتی بتلاتے ہیں'' (امداد الفتاویٰ ج۴ص۵۶۲)

تھانوی صاحب کی یہ بات کالا جھوٹ ہے۔

**جھوٹ نمبر۹:** محمود حسن دیوبندی کہتے ہیں:

''یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا **فَاِنْ تنازَعْتُمْ فِی شئ فَردُّوہ اِلَی اللّٰہ وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْامرِ مِنْکُمْ** اور ظاہر ہے کہ اولوالامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں'' (ایضاح الادلہ ص۹۷ مطبوعہ مطبع قاسمی مدرسہ دیوبند ۱۳۳۰ھ)

حالانکہ محمود حسن کی بیان کردہ یہ ''آیت'' جس میں ''**وَاِلٰی اُولِی الْامرِ مِنْکُمْ**'' کا اضافہ ہے، پورے قرآن مجید میں کہیں موجود نہیں ہے۔

**جھوٹ نمبر۱۰:** محمود حسن دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کے بارے میں کہا:

'' زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اُعْلُ ہُبَل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی''

(کلیات شیخ الہند، مرثیہ ص۸۷)

رشید احمد گنگوہی کو بانیٔ اسلام کا ثانی کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

**جھوٹ نمبر۱۱:** محمود حسن دیوبندی نے کہا:



Islamic Research Centre Rawalpindi 0301-8530366

''اور یہ کوئی نئی بات نہیں مخالفین سے جب کچھ اور نہ ہو سکا تو انہوں نے رخنہ اندازی کے لئے کلام اکابر میں بہت جگہ الحاق کر دیا ہے بلکہ کلام اللہ وحدیث میں بعض آیات وجملہ فرقہ ضالہ نے الحاق کئے ہیں'' (ایضاح الادلہ ص ۱۹۱)

یہ کہنا کہ کلام اللہ (قرآن مجید) میں بعض آیات فرقہ ضالہ نے الحاق کی ہیں، سراسر جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کے پاس اس وقت جو قرآن مجید ہے وہ سارے کا سارا اللہ کی طرف سے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ ہے اور اس میں ایک لفظ کا بھی الحاق نہیں ہے۔

**جھوٹ نمبر ۱۲:** حسین احمد مدنی ٹانڈوی نے کہا:

''یہ کہ اس کو عبادہ بن الصامت معنعناً ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ معتبر نہیں'' (توضیح الترمذی ج ۱ ص ۴۳۶ مطبوعہ: مدنی مشن بک ڈپو، مدنی نگر کلکتہ ۵۱۰)

سیدنا عبادہ بن الصامت البدری رضی اللہ عنہ کو مدلس کہنا جھوٹ بھی ہے اور صحابۂ کرام کی گستاخی بھی ہے۔

**جھوٹ نمبر ۱۳:** حسین احمد مدنی ٹانڈوی کہتے ہیں:

''کیونکہ بعض کے راوی عبادہ ہیں جو مدلس ہیں اور یہ حقیقتاً ذکر کرتے ہیں نیز معلول روایت کرتے ہیں جو ضعیف ہیں'' (توضیح الترمذی ج ۱ ص ۴۳۷)

اس کے رد کے لئے جھوٹ نمبر ۱۲ کا تبصرہ پڑھیں۔

**جھوٹ نمبر ۱۴:** حسین احمد ٹانڈوی نے کہا:

''امام ابوحنیفہ حضرت سلمان فارسی کی اولاد میں سے ہیں'' (تقریر ترمذی ص ۳۴)

امام ابوحنیفہ کابلی تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۴، ۳۲۵ وسندہ صحیح)

اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آپ سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

**جھوٹ نمبر ۱۵:** زکریا کاندھلوی تبلیغی لکھتے ہیں:

''بلکہ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ خود کعبہ ان کی زیارت کو جاتا ہے'' (فضائل حج ص ۱۱۱/۸۸۵)



Islamic Research Centre Rawalpindi 0321-4830306

کعبہ کا بزرگوں کی زیارت کو جانا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ یہ کالا جھوٹ ہے۔

**جھوٹ نمبر ۱۶:** زکریا کاندھلوی صاحب کہتے ہیں:

''ان محدثین کا ظلم سنو! جیسا کہ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم ظلم برداشت کرتے ہیں''

(تقریر بخاری جلد سوم ص ۱۰۴)

نہ تو محدثین نے ظلم کیا ہے اور نہ طحاوی نے یہ کہیں فرمایا ہے کہ ''ہم ظلم برداشت کرتے ہیں''

**جھوٹ نمبر ۱۷:** رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''عمرو بن شعیب اگرچہ فی نفسہ ثقہ ہیں مگر جب وہ عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں تو یہ بالاتفاق قابل قبول نہیں، اس لئے کہ ان کو اپنے والد سے سماع حاصل نہیں بلکہ وہ کتاب سے نقل کرتے ہیں...'' (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۵۵ و نیل المرام ص ۵۱)

لدھیانوی صاحب کے برعکس عبدالرشید نعمانی (دیوبندی) لکھتے ہیں:

''اکثر محدثین عمرو بن شعیب کی ان حدیثوں کو حجت مانتے ہیں اور صحیح سمجھتے ہیں''

(ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۴۱)

''ان حدیثوں'' سے مراد ''عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ'' والی حدیثیں ہیں۔

**جھوٹ نمبر ۱۸:** سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اس کے بارے میں رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں:

''محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو تراویح کے باب میں ذکر نہیں فرمایا''

(احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۳۰)

عرض ہے کہ اس حدیث پر امام بخاری نے کتاب التراویح کا باب باندھا ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (مطبوعہ دار السلام الریاض ص ۳۲۲) صحیح بخاری (مطبوعہ بیت الافکار ص ۳۸۰) عمدۃ القاری للعینی (ج ۱۱ ص ۱۲۴) فتح الباری (ج ۴ ص ۲۵۰) ارشاد الساری للقسطلانی (ج ۳ ص ۴۲۴) نیز دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۲ ص ۴۹۵، ۴۹۶)

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830366

جھوٹ نمبر ۱۹: مفتی محمود حسن گنگوہی دیوبندی نے کہا:

''ابن جوزی سے کسی نے پوچھا کہ خدا کہاں ہے تو فرمایا کہ ہر جگہ ہے.....''

(ملفوظات فقیہ الامت جلد دوم: قسط سادس ص ۱۴)

اس کذب وافترا کے سراسر برعکس حافظ ابن جوزی نے جہمیہ کے فرقہ ملتزمہ کے بارے میں لکھا ہے: ''اور ملتزمہ نے باری سبحانہ وتعالیٰ کو ہر جگہ (موجود) قرار دیا ہے۔''

(تلبیس ابلیس ص ۳۰، اقسام اہل البدع)

جھوٹ نمبر ۲۰: ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ غارِ ثور میں ایک سانپ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا تھا۔ اس سانپ کے بارے میں مفتی محمود حسن گنگوہی کہتے ہیں:

''غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو جس سانپ نے ڈس لیا تھا وہ سانپ نہ تھا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین سے تھا.....'' (ملفوظات فقیہ الامت حصہ اول ص ۴۰)!!

جھوٹ نمبر ۲۱: اشرفعلی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

''اور جسوقت سماء نہ تھا نزول الی السماء اسوقت بھی تھا''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۱۰۲ ملفوظ نمبر ۱۹۲)

یعنی تھانوی کے نزدیک جس وقت آسمان پیدا نہیں ہوا تھا، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا تھا۔ اس بات کی کوئی دلیل تھانوی صاحب نے قرآن وحدیث واجماع سے بیان نہیں کی اور نہ امام ابوحنیفہ کے اجتہاد سے کوئی حوالہ پیش کیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: تھانوی صاحب کہتے ہیں:

''خود حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ جب آپ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو فجر کی نماز میں دعائے قنوت ترک فرمادی کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ اتنے بڑے امام جلیل کے سامنے ان کی تحقیق کے خلاف عمل کرتے شرم آئی''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۱۰ ص ۱۰۷ ملفوظ: ۸۸)

یہ کہنا کہ امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کے مزار کے پاس دعائے قنوت ترک کر دی تھی کسی صحیح

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

ومقبول روایت سے ثابت نہیں ہے اور نہ امام شافعی کا امام ابوحنیفہ کے مزار پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

**جھوٹ نمبر۲۳:** تھانوی صاحب اپنے بزرگ (حاجی امداداللہ) سے نقل کرتے ہیں:

''مجھ کو کیا معلوم فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں آ کر خود مشکل آسان کر دیتا ہے اور نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے'' (امدادالمشتاق ص ۱۴۱ فقرہ:۳۴۵)

اللہ کریم کا دوسروں کے لباس میں آ کر مشکل آسان کرنا قرآن و حدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

**جھوٹ نمبر۲۴:** حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں:

''پاکستان بھی انگریزی ہاتھوں نے اپنے مفاد کے لئے بنوایا ہے اور ہر قسم کی تائید اس کے لئے کروا رہے ہیں، غور کیجئے اور حقائق پر نظر ڈالئے'' (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۶۱ مکتوب نمبر ۸۴)

حالانکہ مسلم لیگ نے دو قومی نظریے کی بنیاد پر پاکستان بنایا تھا۔

**جھوٹ نمبر۲۵:** حاجی امداداللہ، مثنوی رومی کے بارے میں کہتے ہیں:

''مثنوی کلام الٰہی یعنی الہامی ہے'' (حکایات اولیاء ص ۲۰۷ حکایت:۱۷۴)

جلال الدین رومی (غالی صوفی) کی کتاب مثنوی کو ''کلام الٰہی'' اور ''الہامی'' قرار دینا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

**جھوٹ نمبر۲۶:** حاجی امداداللہ کہتے ہیں:

''جب تک آدمی مجرّد رہتا ہے انسان ہے اور جب شادی ہو جاتی ہے تو چارپایہ ہو گیا اور بال بچے ہو کر مکڑ بن جاتا ہے'' (قصص الاکابر ص ۱۱۸ فقرہ:۱۱۱)

یہ کہنا کہ غیر شادی شدہ انسان ہے اور شادی شدہ چارپایہ تو یہ صریح جھوٹ ہے اور امام ابوحنیفہ وغیرہ کی گستاخی بھی، کیونکہ امام ابوحنیفہ کا شادی کرنا اور آپ کی اولاد ہونا صحیح و مشہور ہے۔ امام ابوحنیفہ کو چارپایہ اور مکڑ کہنے والا انسان ان کی سخت گستاخی کا مرتکب ہے۔

**جھوٹ نمبر۲۷:** ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾



Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

اورخود تمہارے اندر سو کیا تم کو سوجھتا نہیں ۔(سورۃ الذاریات:۲۱ تفسیر عثمانی ص۶۹۲ ترجمہ محمود حسن)
اس کی تشریح میں مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: ''یعنی تمہارے ظاہری و باطنی احوال مختلفہ بھی دلائل ہیں قیامت کے ممکن ہونے کے'' (معارف القرآن ج۸ص۱۵۷)
اس آیت کریمہ کو ذکر کرنے کے بعد حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی لکھتے ہیں:
''خداتم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو'' (کلیات امدادیہ ص۳۱)
یہ کہنا کہ ''خداتم میں ہے'' صریح جھوٹ ہے۔
**جھوٹ نمبر۲۸:** محمد قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:
''اوراس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء بدستور زندہ ہیں'' (آب حیات ص۳۶)
انبیاء کا ''بدستور زندہ'' ہونا نہ تو قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے ۔اس کے برعکس سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہوگئے ہیں۔
(صحیح البخاری:۴۴۵۴ وصحیح مسلم:۲۲۱۳)
**جھوٹ نمبر۲۹:** سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا:
''مشہور قدیم اور ثقہ مؤرخ امام ابو الفرج محمد بن اسحاق بن ندیم ؒ (المتوفی ۳۸۵ ھ) حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ'' (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص۲۴۳)
محمد بن اسحاق بن الندیم کا ثقہ یا صدوق ہونا محدثین کرام سے ثابت نہیں ہے بلکہ لسان المیز ان میں لکھا ہوا ہے: ''**ظهر لي أنه رافضي معتزلي**''
مجھ پر یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ وہ رافضی معتزلی ہے۔ (ج۵ص۷۲)
رافضی معتزلی اور غیر موثق کو سرفراز خان صاحب ''کا'' ثقہ مؤرخ'' کہنا صریح جھوٹ ہے۔
**جھوٹ نمبر۳۰:** سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:
''محترم! ان غالیوں کے پاس مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے لئے صریح روایت صرف اور صرف محمد بن اسحاق کی ہے گویا یہ روایت ان کے نزدیک اول درجہ میں ان کی دلیل ہے اوراسی پر ان کے استدلال کا مدار ہے''



Islamic Research Centre Rawalpindi. 0511-4830385

(المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور ص ۹۴)

سرفراز خان نے اہل حدیث کو غالی کہہ کر گالی دی ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صریح روایات اور بھی ہیں مثلاً:

**''عن نافع بن محمود بن الربیع الأنصاری ..... لا تفعلوا إلا بأم القرآن فإنه لا صلوة لمن لم یقرأ بها''**

(کتاب القراءت خلف الامام للبیہقی ص ۶۴ ح ۱۲۱ وقال: وھذا إسناد صحیح ورواتہ ثقات.....)

اس روایت کی سند میں محمد بن اسحاق نہیں ہیں لہٰذا ''صرف اور صرف'' والی بات صریح جھوٹ ہے۔

تنبیہ: نافع بن محمود رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔ والحمدللہ

**جھوٹ نمبر ۳۱:** سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا:

''محمد بن اسحاق کو گو تاریخ اور مغازی کا امام سمجھا جاتا ہے لیکن محدثین اور ارباب جرح وتعدیل کا تقریباً پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایت حدیث میں اور خاص طور پر سنن اور احکام میں ان کی روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہوسکتی اور اس لحاظ سے ان کی روایت کا وجود اور عدم بالکل برابر ہے'' (احسن الکلام ج ۲ ص ۷۰ طبع: بار دوم)

پچانوے فیصدی جرح والی بات کالا جھوٹ ہے۔ اس کے مقابلے میں محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں: ''سیرت اور مغازی کے امام ہیں جمہور علماء نے ان کی توثیق کی ہے''

(سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۶)

عینی حنفی نے لکھا ہے: **''لأن ابن إسحاق من الثقات الکبار عند الجمهور''**

کیونکہ ابن اسحاق جمہور کے نزدیک بڑے ثقہ راویوں میں سے ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۷۰)

تنبیہ: ابن اسحاق کی احکام میں روایات کو ترمذی، دارقطنی، بیہقی، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوداود، خطابی، منذری، حاکم، ابن القیم، ابن حجر، ابن علان اور ابن الملقن وغیرہم نے صراحتاً یا اشارتاً صحیح وحسن یا جید ومستقیم الاسناد قرار دیا ہے۔



Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830306

دیکھئے توضیح الکلام (ج اص ۲۲۱ تا ۲۲۳)
یعنی وہ جمہور کے نزدیک احکام میں بھی صحیح الحدیث یا حسن الحدیث ہیں۔ **والحمد للّٰہ**
**جھوٹ نمبر ۳۲:** سرفراز خان صفدر کے بیٹے عبد القدوس قارن دیوبندی نے امام ابوحنیفہ کے جنازے کے بارے میں لکھا ہے:
''اور دوسری بات کرنے میں تو اثری صاحب نے بے تکی کی حد ہی کر دی جب وہ ذرا ہوش میں آئیں تو ان سے کوئی پوچھے کہ کیا امام صاحبؒ کے جنازہ میں صرف احناف شریک تھے؟ دیگر مذاہب (مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ) کے لوگ شریک نہ تھے۔ جب وہ لوگ شریک تھے اور ان کے نزدیک قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے اور انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق عمل کیا تو اس پر اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟'' (مجذوبانہ واویلا ص ۲۸۹)
عرض ہے کہ امام ابوحنیفہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے اور امام احمد بن حنبل ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے امام احمد کی پیدائش سے پہلے کون سے حنبلی حضرات تھے جو کہ امام ابوحنیفہ کا جنازہ پڑھ رہے تھے؟
**جھوٹ نمبر ۳۳:** انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:
''نیز غیر مقلدین کو چاہیئے کہ گردن سے گردن بھی ملایا کریں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بھی تذکرہ ہے لیکن غیر مقلدین نہ گھٹنے سے گھٹنہ ملاتے ہیں نہ ٹخنے سے ٹخنہ ملاتے ہیں اور نہ گردن سے گردن، صرف قدم سے قدم ملانے پر زور دیتے ہیں .......'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۵۱۹)
کسی حدیث میں بھی صف بندی کے دوران میں مقتدیوں کا ایک دوسرے کی گردن سے گردن ملانے کا تذکرہ نہیں آیا لہٰذا انوار خورشید نے یہ کالا جھوٹ بولا ہے۔
**جھوٹ نمبر ۳۴:** ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی لکھتا ہے:
''نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ (مشکوۃ)''
(تحفۂ اہل حدیث حصہ اول ص ۱۳)

Islamic Research Centre Rawalpindi (051-4830356)

ابو بلال کی گھڑی ہوئی یہ ''حدیث'' نہ تو مشکوٰۃ میں موجود ہے اور نہ حدیث کی کسی دوسری کتاب میں۔

**جھوٹ نمبر ۳۵:** ابو بلال جھنگوی لکھتا ہے:

''نماز میں اقعاء کرنا خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (ترمذی ج ا ص ۳۸، ابوداود جلد ا ص ۱۲۳) لیکن مسلم شریف ج ا ص ۱۹۵ پر اسے عقبۃ الشیطان کہا گیا ہے۔ دیکھیں اپنے کئے ہوئے فعل کو عقبہ شیطان کہا جا رہا ہے'' (تحفۂ اہل حدیث ۲ ص ۱۲۱)

اقعاء کی دو قسمیں ہیں: ''ایک یہ کہ آدمی اِلْیَتَیْن پر بیٹھے اور اپنے پاؤں کو اس طرح کھڑا کر لے کہ گھٹنے شانوں کے مقابل آ جائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک لے۔ اس معنی کے لحاظ سے اقعاء باتفاق مکروہ ہے۔'' (محمد تقی عثمانی دیوبندی کی تقریر: درس ترمذی ج ۲ ص ۵۳)

اقعاء کی دوسری قسم یہ ہے کہ ''دونوں پاؤں کو پنجوں کے بل کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جائے'' (درس ترمذی ج ۲ ص ۵۳)

اول الذکر اقعاء کو عقبۃ الشیطان اور اقعاء الکلب کہا جاتا ہے۔ اس اقعاء کی طرح بیٹھنا ہمارے نبی سیدنا و محبوبنا محمد ﷺ سے قطعاً و یقیناً ثابت نہیں ہے۔

رہا دوسرا اقعاء جس میں (بیماری یا عذر کی وجہ سے) پاؤں کو پنجوں کے بل کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جاتا ہے۔ یہ بلا شبہ آپ ﷺ سے ثابت ہے لیکن اسے آپ ﷺ نے عقبۃ الشیطان قطعاً نہیں کہا۔ معلوم ہوا کہ ابو بلال جھنگوی نے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولا ہے اور گستاخی بھی کی ہے۔

**جھوٹ نمبر ۳۶:** سنن ترمذی کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا۔ (ح ۹۹ وقال: ھذا حدیث حسن صحیح)

اس حدیث کے بارے میں محمد تقی عثمانی دیوبندی کہتے ہیں:

''اس حدیث کی تصحیح میں امام ترمذیؒ سے تسامح ہوا ہے، چنانچہ محدثین کا اس حدیث کے ضعف پر اتفاق ہے....'' (درس ترمذی ج ا ص ۳۳۶)

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830381

حالانکہ محدث ابن خزیمہ (صحیح ابن خزیمہ ۱۹۸) اور محدث ابن حبان (موارد الظمآن: ۱۷۶) نے اپنی صحیحین میں اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن الترکمانی حنفی کہتے ہیں:
''و صححه ابن حبان'' اور اس (حدیث) کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔
(الجوہر النقی ج ۱ ص ۲۸۴)

**جھوٹ نمبر ۳۷:** سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف ترک رفع یدین کی ایک حدیث منسوب ہے، جس کا ضعیف ہونا راقم الحروف نے کئی دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔
دیکھئے نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین (طبع دوم ص ۹۶ تا ۱۰۳ اور طبع جدید ص ۱۱۵ تا ۱۲۳) میں نے لکھا ہے: ''یہ حدیث علت قادحہ کے ساتھ معلول ہے اور سنداً اور متناً دونوں طرح سے ضعیف ہے'' (نور العینین طبع قدیم ص ۹۶ و طبع جدید ص ۱۱۵ و اللفظ للاول)
اس کے مقابلے میں اس حدیث کے بارے میں ابو بلال جھنگوی نے لکھا ہے:
''زبیر علی زئی غیر مقلد نے نور العینین میں صحیح کہا'' (تحفۂ اہل حدیث حصہ دوم ص ۱۵۹)

**جھوٹ نمبر ۳۸:** حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی لکھتا ہے:
''محمد بن ابی لیلیٰ پر اگرچہ بعض محدثین نے خراب حافظہ کی وجہ سے جرح کی ہے تاہم پھر بھی جمہور کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے'' (نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص ۱۶۴)
محمد بن ابی لیلیٰ کے بارے میں انور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں:
''فهو ضعيف عندي ، كما ذهب إليه الجمهور'' پس وہ میرے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ جمہور اسی طرف گئے ہیں۔ (فیض الباری ج ۳ ص ۱۶۸)
محمد یوسف بنوری دیوبندی بھی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو جمہور کے نزدیک ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (دیکھئے معارف السنن ج ۵ ص ۲۹۰)

**جھوٹ نمبر ۳۹:** انوار خورشید دیوبندی لکھتا ہے:
''پھر حضرت امام ابو حنیفہ اور امام بخاری رحمہما اللہ دونوں بزرگ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۲۳ طبع ۱۴۱۳ھ مئی ۱۹۹۳ء)

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830366

حالانکہ امام ابوحنیفہ اور امام بخاری دونوں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ امام ابوحنیفہ فارسی نہیں بلکہ کابلی تھے (دیکھئے دیوبندیوں کا جھوٹ نمبر [۱۴]) جبکہ امام بخاری فارسی تھے لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آپ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

تنبیہ: انوار خورشید کو جب اپنے جھوٹ کا احساس ہوا تو اس نے اپنی اسی کتاب کے طبع سادس ربیع الاول ۱۴۱۸ھ جولائی ۱۹۹۷ء والے نسخہ میں اس عبارت کو نکال کر سادہ لکیریں کھینچ دی ہیں۔ (حدیث اور اہلحدیث ص ۲۳) !!

جھوٹ نمبر ۴۰: حاجی امداد اللہ صاحب کہتے ہیں:

''منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار کیا فرمایا کہ **علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل** جو آپ نے کہا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافۂ الفاظ برکاتہٗ ومغفرتہٗ وغیرہ عرض کیا....'' (شمائم امدادیہ ص ۷۰)

معراج والی رات جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، اس وقت غزالی کا حاضر ہونا قرآن وحدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ اس وقت تو غزالی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ حاجی امداد اللہ نے اس عبارت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور غزالی تینوں پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۱:

خالد بن عبداللہ القسری کے بارے میں عبدالقدوس قارن دیوبندی لکھتا ہے:

''اور یہ وہی ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عیدالاضحیٰ کے دن الجعد بن درہم نے اس کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا تھا۔ اور یہ واقعہ مشہور ہونے اور پھیل جانے کے باوجود ثابت نہیں ہے'' (ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۱۷۸)

واقعے کے مشہور یا ثابت ہونے سے قطع نظر، کسی ایک روایت میں بھی یہ نہیں آیا کہ

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830386

خالدالقسری نے جعد بن درہم کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا تھا، کیا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا؟ روایت تو صرف یہی مروی ہے کہ خالد القسری نے جعد بن درہم کو بطور قربانی ذبح کیا تھا۔ دیکھئے تأنیب الخطیب (ص ۶۲) مع تحریفات الکوثری۔!

جھوٹ نمبر ۴۲: حسین احمد مدنی ٹانڈوی لکھتے ہیں:

''صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے اور بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا...''

(الشہاب الثاقب ص۴۲)

یہ سارا بیان سراسر جھوٹ ہے۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ''محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت اور شرک سے روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی واللہ تعالیٰ اعلم'' (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۶۶)!

جھوٹ نمبر ۴۳: فیض احمد ملتانی دیوبندی لکھتا ہے:

'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَكَرَ اِسْمَ اللّٰهِ طَهَّرَ جَسَدَهٗ كُلَّهٗ وَ اِنْ لَمْ يَذْكُرْ لَمْ يُطَهِّرْ اِلاَّ مَا اَصَابَهُ الْمَآءُ ۔

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے جب بندہ وضو کرتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو



Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830386

وہ اپنے تمام جسم کو پاک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف اس مقام کو پاک کرتا ہے جس کو پانی لگا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۳، زجاجۃ المصابیح ص ۹۸ ج ۱)''

[نماز مدلل ص ۲۵]

زجاجۃ المصابیح تو تیرہویں چودہویں صدی کے فرقہ پرستوں کی کتاب ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۱ ص ۳) میں فیض احمد کی ذکر کردہ مرفوع حدیث قطعاً موجود نہیں ہے۔ صرف ابوبکر کا قول ضعیف سند سے مروی ہے۔ (دیکھئے ج ۱ ص ۳ ح ۱۷)

بلکہ کتاب الجرح والتعدیل (ج ۳ ص ۶۱) اور مصنف ابن ابی شیبہ (طبعہ جدیدہ ۱/۸ ح ۱۷) کے حاشیے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکر (بن عبداللہ المزنی) ہے۔ واللہ اعلم

**جھوٹ نمبر ۴۴:** ضعیف سند کے ساتھ امام نضر بن شمیل سے مروی ہے کہ انھوں نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں فرمایا: ''**متروك الحديث**''

اس قول کے بارے میں مولانا ارشاد الحق اثری صاحب فرماتے ہیں:

''امام نضر کا یہ قول امام ابن عدی نے الکامل ص ۲۴۷۴ جلدے میں نقل کیا ہے مگر اس میں احمد بن حفص السعدی ضعیف صاحب مناکیر ہے'' (لسان جلد ۱ ص ۱۶۲، حاشیہ توضیح الکلام ج ۲ ص ۲۲۸)

اثری صاحب کی اس عبارت کا رد کرتے ہوئے حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی لکھتا ہے:

''امام نضر کا یہ قول الکامل ابن عدی میں نہیں ہے۔ یہ مولانا اثری صاحب کا خالص جھوٹ ہے۔'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۱۰)

حالانکہ کامل ابن عدی کے دونوں مطبوعہ نسخوں میں لکھا ہوا ہے:

''**ثنا أحمد بن حفص :ثنا أحمد بن سعيد الدارمي قال :سمعت النضر بن شميل يقول : كان أبو حنيفة متروك الحديث ليس بثقة**'' (الکامل لابن عدی، مطبوعہ دار الفکر بیروت ج ۷ ص ۲۴۷۴ سطر نمبر ۶، ۷، دوسرا نسخہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ج ۸ ص ۲۳۸ سطر نمبر ۱، ۲)

**جھوٹ نمبر ۴۵:** سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے ... پھر چار رکعتیں پڑھتے

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

...پھر وتر پڑھتے ۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ ح ۱۱۴۷، وصحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ ح ۱۷۳۳، ملخصاً)

اس حدیث کے بارے میں مفتی جمیل احمد نذیری دیوبندی لکھتا ہے:

''اس حدیث میں ایک سلام سے چار چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو، دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں'' (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ نماز ص ۲۹۶)

ہمارے علم کے مطابق حدیث مذکور کی کسی سند میں بھی چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

**جھوٹ نمبر ۴۶:** ابوالقاسم رفیق دلاوری (دیوبندی) کہتا ہے:

''اور جماعت اہل حدیث کے شر ذمہ قلیلہ کے لئے یہ حقیقت انتہا درجہ کی ماتم انگیز ہے کہ دنیا کا کوئی امام، کوئی مجتہد، اور کوئی محدث آٹھ رکعت تراویح کا قائل نہیں''

(التوضیح عن رکعات التراویح ص ۲۰۷)

دلاوری کے اس جھوٹ کے برعکس قاضی ابوبکر ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) تراویح کے بارے میں لکھتے ہیں: ''**والصحیح أن یصلي إحدی عشر رکعة** ...'' إلخ

اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعتیں پڑھی جائیں۔ الخ

(عارضۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی ج ۴ ص ۱۹ ح ۸۰۶)

نیز دیکھئے المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم للقرطبی (۳۸۹/۲، ۳۹۰)

اور ماہنامہ الحدیث حضرو: ۵ ص ۳۸، ۳۹

**جھوٹ نمبر ۴۷:** محمد حسین نیلوی مماتی دیوبندی لکھتا ہے:

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیس رکعت نماز تراویح ہی کی قائل ہیں اور وہ خود بھی بیس رکعت ہی پڑھا کرتی تھیں'' (فتح الرحمٰن فی قیام رمضان ص ۸۵)

یہ نیلوی دعویٰ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر دروغ بے فروغ ہے۔

**جھوٹ نمبر ۴۸:** مفتی محمود حسن گنگوہی کہتا ہے:

''امام طحاوی اپنی لڑکی کو املاء کراتے تھے ایک روز املاء کراتے ہوئے فرمایا جامعنا ھم یعنی ہم

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-8303803

نے ان سے اجماع (اتفاق) کرلیا۔لڑکی کے چہرہ پراس کوسن کرمسکراہٹ طاری ہوئی اس کا ذہن جماع کی طرف گیا۔امام نے دیکھ لیا پھر کچھ املاء کرانے کے بعد املاء کرایا۔جامعو نا انہوں نے ہم سے اجماع کرلیا۔لڑکی کے چہرہ پر پھرمسکراہٹ آئی۔امام نے دیکھ لیا اس سے ان کو بیحد افسوس وملال ہوا کہ حالات کیسے خراب ہو چلے،ماحول کا کیسا اثر ہے کہ ان الفاظ سے ذہن کسی اور طرف بھی جاتا ہے حتیٰ کہ اسی صدمہ سے ان کا انتقال ہوگیا''

(ملفوظات فقیہ الامت قسط ۷ ص ۱۰۲، جلد دوم)

یہ سارا بیان امام طحاوی اور ان کی لڑکی پر تہمت ہے جسے محمود حسن گنگوہی نے گھڑا ہے۔

**جھوٹ نمبر ۴۹:** زکریا کاندھلوی دیوبندی تبلیغی لکھتے ہیں:

''ایک سید صاحبؒ کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔کئی کئی دن ایسے گزر جاتے تھے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔'' (تبلیغی نصاب ص ۳۸۴ وفضائل نماز ص ۶۸) !

**جھوٹ نمبر ۵۰:** فقیر اللہ دیوبندی لکھتا ہے:

''زبیر علی زئی نے امام بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابوقلابہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو محفوظ قرار دیا ہے چنانچہ امام بیہقی فرماتے ہیں ''احتج بہ البخاری'' حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء القرأۃ میں عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ذکر کیا ہے عن انس کی حدیث کو ذکر ہی نہیں کیا تو اس سے حجت کیسے پکڑی'' (رسالہ فاتحہ خلف الامام علی زئی کا رد ص ۱۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی فاتحہ خلف الامام والی جس حدیث کے بارے میں فقیر اللہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ''امام بخاری نے جزء القرأۃ میں...ذکر ہی نہیں کیا''

جزء القراءت للبخاری (ح ۲۵۵) میں موجود ہے اور میں نے اپنے رسالے ''الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجھر یہ/مسئلہ فاتحہ خلف الامام'' میں اسے باسند ومتن نقل کیا ہے۔ (ص ۱۹، طبعہ جدیدہ ص ۴۰)

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830360

حافظ زبیر علی زئی

## اختصارُ علومِ الحدیث (قسط نمبر ۱)

[حافظ ابن کثیر کی مشہور کتاب اختصار علوم الحدیث کا ترجمہ اور تحقیق]

ہمارے اُستاذ امام علامہ، مفتی الاسلام قدوۃ العلماء شیخ المحدثین، حافظ مفسر، بقیۃ السلف الصالحین، عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الشافعی[۱] نے (اس کتاب: اختصار علوم الحدیث میں) فرمایا جو کہ شام کے محفوظ علاقے میں حدیث و تفسیر کے اماموں کے امام ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کو وسعتیں عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں انھیں (ابن کثیر کو) اعلیٰ مقصد و مطلوب تک پہنچائے:

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو ان بندوں پر جنھیں اس (اللہ) نے چُن لیا، اما بعد:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہترین درود و سلام ہو، بے شک آپ کی حدیث کے علم پر قدیم و جدید دور میں جماعتِ محدثین مثلاً حاکم (نیشاپوری) اور خطیب (بغدادی) نے اور ان سے پہلے کے اماموں اور بعد والے حفاظِ حدیث نے پوری توجہ سے (تحقیقی) کلام کیا ہے۔

چونکہ علمِ حدیث تمام علوم میں اہم ترین اور نفع بخش ہے لہٰذا میں نے چاہا کہ اس میں ایک مختصر، نفع بخش، جامع اور مانع کتاب لکھوں۔

چونکہ شیخ امام علامہ ابو عمرو بن الصلاح (الشہر زوری)......اللہ انھیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لے......کی بہترین جمع کردہ کتاب (علوم الحدیث/مقدمہ ابن الصلاح) حدیث

.........................................

(۱) الشافعی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حافظ ابن کثیر امام شافعی کے مقلد تھے بلکہ انھیں شافعی علماء کے پاس پڑھنے کی وجہ سے شاگرد نے شافعی لکھ دیا ہے۔ شافعی علماء یہ اعلان کرتے تھے کہ "ہم شافعی کے مقلد نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے ان کی رائے کے موافق ہوگئی ہے۔" (دیکھئے التقریر والتحبیر ۳/۴۵۳، تقریرات الرافعی ۱/۱۱، اور النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر ص ۷) حافظ ابن کثیر نے تقلید کا رد لکھا ہے۔
دیکھئے تفسیر ابن کثیر (اردو ج ۱ ص ۱۱۸) اور نور العینین (ص ۲۷)



Islamic Research Center Rawalpindi 051-4830305

کے طالب علموں کے نزدیک اس فن کی مشہور کتابوں میں سے ہے۔ بعض ماہر نوجوانوں نے اسے یاد بھی کیا ہے، میں ان (ابن الصلاح) کے نقشِ قدم پر چلا، میں نے اسے مختصر کر دیا کہ جسے انھوں نے پھیلایا تھا، اور جو اُن سے رہ گیا تھا میں نے اضافہ کر دیا۔ انھوں نے استاذِ محدثین ابوعبداللہ الحافظ الحاکم النیسابوری کے نقشِ قدم پر حدیث کی پینسٹھ (۶۵) اقسام ذکر کیں۔

اللہ کے فضل سے میں ان سب اقسام کو ذکر کروں گا اور اس کے ساتھ حافظ کبیر ابوبکر البیہقی کی کتاب " **المدخل إلی کتاب السنن** " سے بھی اضافہ نقل کروں گا۔ (ان شاء اللہ)

اس کتاب (المدخل للبیہقی) کو میں نے اسی طرح مختصر کیا ہے، اس میں کوئی (فضول) کمی بیشی نہیں ہے۔ اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

## حدیث کی اقسام کا بیان

(۱) صحیح (۲) حسن (۳) ضعیف (۴) مُسنَد (۵) متصل (۶) مرفوع (۷) موقوف (۸) مقطوع (۹) مرسَل (۱۰) منقطع (۱۱) مُعضَل (۱۲) مُدلَّس (۱۳) شاذ (۱۴) منکر (۱۵) جس کا شاہد ہو یعنی شواہد (۱۶) زیادتِ ثقہ (۱۷) افراد (۱۸) معلَّل یعنی معلول (۱۹) مضطرب (۲۰) مُدرَج (۲۱) موضوع (۲۲) مقلوب (۲۳) اس کی پہچان جس کی روایت قبول کی جاتی ہے (۲۴) حدیث سننے سنانے کی کیفیت اور اجازت کے حصول وغیرہ کی پہچان (۲۵) کتابتِ حدیث اور اس کے ضبط (یاد کرنے) کی پہچان (۲۶) روایتِ حدیث کی کیفیت اور اس کے بیان کی شرائط (۲۷) آدابِ محدث (۲۸) طالب علم کے آداب (۲۹) عالی اور نازل کی پہچان (۳۰) مشہور (۳۱) غریب (۳۱) عزیز (۳۲) غریب الحدیث اور اس کی لغت یعنی مشکل الفاظ کی تشریح (۳۳) مسلسل (۳۴) ناسخ ومنسوخ (۳۵) سند ومتن میں تصحیف والی روایت (۳۶) مختلف الحدیث (۳۷) المزید فی متصل الاسانید (۳۸) مرسل خفی (۳۹) معرفتِ صحابہ (۴۰) معرفتِ تابعین (۴۱) اکابر کی اصاغر سے (روایت کی)

پہچان (۴۲) مُدَبَّج اور روایتِ اَقران (۴۳) بھائیوں اور بہنوں کی پہچان (۴۴) والدین کی اولاد سے روایت (۴۵) اولاد کی والدین سے روایت (۴۶) جس سے دو آدمی روایت کریں (ایک) متقدم ہو اور (دوسرا) متاخر (۴۷) جس سے صرف ایک ہی روایت کرے (۴۸) جس کے بہت سے نام اور متعدد (صفتیں) ہوں (۴۹) اسماءِ مفردہ (۵۰) ناموں اور کنیتوں کی پہچان (۵۱) جو کنیت کے بجائے نام سے مشہور ہو (۵۲) معرفتِ القاب (۵۳) المؤتلف والمختلف (۵۴) المتفق والمفترق (۵۵) سابقہ دونوں قسموں سے مرکّب قسم (۵۶) ایک اور قسم (۵۷) جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور (مثلاً ماں) سے منسوب ہو (۵۸) ظاہری وباطنی طور پر انسابِ مختلفہ کی پہچان (۵۹) مُبہمات کی پہچان (۶۰) وفیات کی تاریخ (۶۱) ثقہ اور ضعیف راویوں کی پہچان (۶۲) جو لوگ اپنی آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے (۶۳) طبقات کی پہچان (۶۴) علماء اور راویوں میں سے موالی (غلاموں) کی پہچان (۶۵) راویوں کے شہروں اور علاقوں کی پہچان۔

یہ شیخ ابوعمرو (ابن الصلاح) کی بیان کردہ اقسام اور ترتیب ہے۔

انھوں (ابن الصلاح) نے کہا: یہ تقسیم آخری تقسیم نہیں ہے کیونکہ اس کی لاتعداد اقسام ہوسکتی ہیں۔ راویوں کے حالات وصفات اور متونِ حدیث کے احوال وصفات کو منحصر (اور مقیّد) نہیں کیا جا سکتا۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: ان ساری اقسام میں نظر ہے بلکہ ان انواع واقسام کو اس طرح پھیلا دینے میں (بھی) نظر ہے کیونکہ ان اقسام کا ایک دوسرے میں مُدغم کر دینا ممکن ہے اور مناسب بھی یہی تھا۔ انھوں (ابن الصلاح) نے ایک دوسرے سے متشابہ اقسام کو جدا جدا لکھا ہے جب کہ مناسب یہ تھا کہ وہ ہر قسم کو اس کے مناسب مقام پر لکھتے۔

ہم نے اسے مناسب ترین طریقے پر مرتب کیا ہے، اختصار اور مناسبت کے لئے ہم نے بعض اقسام کو باہم مُدغم کر دیا ہے۔

ہم نے جہاں ان (ابن الصلاح) سے اختلاف کیا ہے، ان شاء اللہ اس کی صراحت کر دیں گے۔



Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830386

# ۱۔ پہلی قسم: صحیح

## [ صحت اور ضُعف کے لحاظ سے حدیث کی تقسیم [۱] ]

(ابن الصلاح نے) کہا: جان لیں! اللہ آپ کو اور مجھے علم عطا فرمائے کہ اہلِ حدیث کے نزدیک حدیث صحیح، حسن اور ضعیف (تین قسموں) میں منقسم ہے۔

میں (ابن کثیر) نے کہا: اگر یہ تقسیم نفسِ امر کی نسبت سے ہے تو حدیث کی دو ہی قسمیں ہیں: صحیح یا ضعیف، اور اگر اصطلاحِ محدثین کے لحاظ سے ہے تو ان کے نزدیک حدیث کی قسمیں اس سے زیادہ ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اور دوسروں نے (بھی) بیان کیا ہے۔

## [ صحیح حدیث کی تعریف ]

ابن الصلاح نے کہا: صحیح حدیث اس مُسنَد حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند عادل وضابط راویوں کی سند کے ساتھ آخر تک متصل ہو اور شاذ ومعلول نہ ہو۔

پھر انھوں نے اپنی اس تعریف کے فوائد بیان کئے کہ اس میں مرسل، منقطع، معضَل، شاذ، جس میں علتِ قادحہ ہو اور جس کے راوی پر جرح ہو، سے احتراز کیا ہے (یہ اقسام صحیح حدیث کی تعریف سے خارج ہیں)

انھوں نے کہا: یہ وہ حدیث ہے جس کے صحیح ہونے پر اہلِ حدیث (محدثین) کے درمیان کوئی اختلاف نہیں (یعنی اجماع) ہے۔

وہ ان اوصاف کے وجود (وعدمِ وجود) اور بعض شرائط مثلاً مرسل (کے قبول) میں اختلاف رکھتے ہیں۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: صحیح حدیث کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ یا آخر تک، صحابی یا ان سے نچلے راوی تک متصل سند ہوتی ہے جسے عادل

.......................................

(۱) تنبیہ: دو بریکٹوں [ ] کے درمیان والی یہ سرخیاں ''الباعث الحثیث'' سے وضاحت کے لئے لی گئی ہیں۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 0331-4330386

ضابط راوی نے عادل ضابط راوی سے آخر تک بیان کیا ہوتا ہے۔ یہ شاذ، مردود اور علتِ قادحہ سے معلول نہیں ہوتی۔ یہ کبھی مشہور ہوتی ہے اور کبھی غریب ہوتی ہے۔

حفاظِ حدیث کی نظر میں اپنے اپنے محل پر مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے بعض حفاظِ حدیث نے بعض سندوں کو اصح الاسانید (صحیح ترین سندیں) قرار دیا ہے:

احمد (بن حنبل) اور اسحاق (بن راہویہ) سے روایت ہے: ''**الزهري عن سالم عن أبيه**'' اصح الاسانید ہے۔ (۱)

علی بن المدینی اور (عمرو بن علی) الفلاس نے کہا: ''**محمد بن سيرين عن عبيدة عن علي**'' اصح الاسانید ہے۔ (۲)

یحییٰ بن معین نے کہا: ''**الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن ابن مسعود**'' اصح الاسانید ہے۔ (۳)

(امام محمد بن اسماعیل) البخاری سے روایت ہے کہ ''**مالك عن نافع عن ابن عمر**''

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

---

(۱) قول احمد (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۵۴ ح ۹۷/ اس کی سند حسین بن عبداللہ الصیر فی اور محمد بن عباس الدوری الحلبی دونوں کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔)

قول اسحاق بن راہویہ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۵۴ وعنہ الخطیب فی الکفایۃ ص ۳۹۷، یہ سند ضعیف ہے۔ اس میں محمد بن سلیمان بن خالد الدالانی راوی کی توثیق معلوم نہیں ہے۔)

(۲) قول علی بن المدینی (معرفۃ علوم الحدیث ص ۵۴، یہ سند ضعیف ہے۔ حسین بن عبداللہ الصیر فی اور محمد بن العباس الدوری دونوں کی توثیق نامعلوم ہے)

قول عمرو بن علی الفلاس (معرفۃ علوم الحدیث ص ۵۴، یہ قول ثابت نہیں ہے۔ خلف بن محمد الخیام مجروح ہے۔ دیکھئے الارشاد للخلیلی ۳/۲ ۹۷۳، ۹۷، اور محمد بن حریث البخاری کی توثیق مطلوب ہے)

(۳) قول یحییٰ بن معین (معرفۃ علوم الحدیث ص ۵۴، یہ سند ضعیف ہے، اس میں حسین بن عبداللہ الصیر فی اور محمد بن العباس الدوری کی توثیق نامعلوم ہے)

اصح الاسانید ہے۔ [۱]

بعض (ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر التمیمی) نے (اس میں) اضافہ کیا کہ ''**الشافعي عن مالك (عن نافع عن ابن عمر)** '' اصح الاسانید ہے، اس لئے کہ وہ (امام شافعی امام) مالک کے شاگردوں میں سب سے زیادہ جلیل القدر ہیں۔ [۲]

## [صحیح حدیثیں سب سے پہلے کس نے جمع کیں؟]

**فائدہ:** سب سے پہلے (امام) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری نے صحیح حدیث جمع کرنے کے لئے توجہ کی پھر ان کے ساتھی اور شاگرد (امام) ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیسابوری اُن کے نقشِ قدم پر چلے اور یہ دو کتابیں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) کتبِ حدیث میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

بخاری کو زیادہ ترجیح حاصل ہے کیونکہ انھوں نے اپنی اس کتاب میں روایتِ حدیث کی یہ شرط لگائی ہے کہ راوی اپنے استاد کا معاصر ہو اور اس کا اپنے استاد سے سماع بھی ثابت ہو۔ (امام) مسلم نے دوسری شرط نہیں لگائی بلکہ انھوں نے صرف معاصرت پر ہی اکتفا کیا ہے۔

یہاں سے اس اختلاف کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ حاکم کے استاد ابوعلی النیسابوری [۳] اور علمائے مغرب (اندلس ومراکش کے علماء) کے برعکس صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے جیسا کہ جمہور کا قول ہے۔

پھر (یاد رکھیں کہ) بخاری ومسلم نے یہ شرط نہیں لگائی کہ وہ تمام کی تمام صحیح احادیث روایت

---

(۱) الکفایۃ للخطیب (ص ۳۹۸ وسندہ صحیح) السنن الکبریٰ للبیہقی (۲۸۳/۱۰ وسندہ صحیح) معرفۃ علوم الحدیث (ص ۵۳ وسندہ حسن)

(۲) ابومنصور کا یہ قول ابن الملقن نے بغیر کسی حوالے کے المقنع فی علوم الحدیث (۴۶/۱) میں نقل کیا ہے۔!

(۳) ابوعلی النیسابوری کا یہ قول صحیح سند کے ساتھ تاریخ الاسلام للذہبی (۴۲۱/۲۵) اور تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۰۸/۱۶) میں موجود ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

کردیں گے کیونکہ انھوں نے ایسی احادیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے جو اُن دونوں کی کتابوں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں موجود نہیں ہیں۔ جیسا کہ ترمذی وغیرہ (امام) بخاری سے ایسی احادیث کا صحیح ہونا نقل کرتے ہیں جو صحیح بخاری میں موجود نہیں ہیں بلکہ سنن (ترمذی و سنن ابی داود) وغیرہ میں موجود ہیں۔ (۱)

## [صحیحین میں احادیث کی تعداد]

ابن الصلاح نے کہا: مکرر روایات کے ساتھ صحیح بخاری کی تمام احادیث کی تعداد سات ہزار دوسو پچھتر (۷۲۷۵) ہے اور تکرار کے بغیر چار ہزار (۴۰۰۰) ہے۔

صحیح مسلم کی تمام روایات کی تعداد، تکرار کے بغیر چار ہزار (۴۰۰۰) ہے۔ (۲)

## [صحیحین پر زیادات]

حافظ ابو عبداللہ محمد بن یعقوب بن الاخرم (النیسابوری) نے کہا: بخاری و مسلم سے بہت

..............................................

(۱) اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدثنا کے ساتھ روایت کردہ جتنی احادیث ہیں وہ امام بخاری و امام مسلم کے نزدیک صحیح ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ جو صحیح احادیث موجود ہیں وہ امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک صحیح نہیں ہیں۔ بخاری و مسلم نے تمام صحیح حدیثوں کی روایت کے استیعاب کا قطعاً دعویٰ نہیں کیا لہٰذا بعض لوگوں کا بعض حدیثوں پر جرح کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ''بخاری و مسلم نے انھیں روایت نہیں کیا'' یا بعض راویوں پر جرح کر دینا کہ ''ان سے بخاری و مسلم نے روایت نہیں لی'' غلط اور مردود ہے۔ ہر وہ روایت صحیح ہے جو جمہور محدثین کے اصول یا تصریح پر صحیح ہو اور اسی طرح ہر وہ راوی ثقہ و حسن الحدیث ہے جسے جمہور محدثین نے ثقہ و حسن الحدیث قرار دیا ہے۔

(۲) فواد عبدالباقی کی ترقیم کے مطابق صحیح بخاری کی تمام روایات کی تعداد ۷۵۶۳ ہے جس میں مکرر روایات بھی شامل ہیں اور صحیح مسلم کی تمام روایات کی تعداد ۳۰۳۳ ہے۔ مکتبہ دارالسلام کی ترقیم کے مطابق صحیح مسلم کی تمام روایات کی تعداد ۷۵۶۳ ہے جس میں مکرر روایات بھی شامل ہیں۔ فواد عبدالباقی کی یہ تقسیم بین الاقوامی طور پر علماء، طلباء اور عوام میں مشہور ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 0514860396

کم صحیح احادیث رہ گئی ہیں۔ [۱]

اس پر ابن الصلاح نے اُن سے مناقشہ (مخالفت) کیا ہے کیونکہ حاکم نے ان دونوں پر بہت سی احادیث میں استدراک کیا ہے، اگر چہ بعض استدراک میں کلام ہے لیکن بہت سی روایتیں (کلام سے بچ کر) بے غبار ہیں۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: اس (مناقشے) میں نظر ہے کیونکہ وہ (حاکم) بخاری ومسلم پر ایسی احادیث کی روایت لازم قرار دیتے ہیں جو ان کے نزدیک ضعیف راویوں اور معلول ہونے کی وجہ سے لازم نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

بہت سی کتابیں صحیحین پر بطورِ تخریج لکھی گئی ہیں مثلاً:

صحیح ابی عوانہ (الاسفرائنی) صحیح ابی بکر الاسماعیلی (المستخرج) صحیح البرقانی اور صحیح ابی نعیم الاصبہانی (المستخرج) وغیرہ، ان کتابوں میں مفید زیادات (اضافے) اور بہترین سندیں پائی جاتی ہیں۔ دوسری کتابیں جن کے مصنفین نے صحت کا التزام کیا ہے مثلاً:

صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان، یہ (حاکم کی) المستدرک سے بہتر ہیں، ان کی سندیں اور متون بھی صاف (وبہترین) ہیں۔ اسی طرح مسند امام احمد میں ایسی بہت سی سندیں اور متون پائے جاتے ہیں جو مسلم بلکہ بخاری (کی روایتوں) کے برابر ہیں اور صحیحین یا کسی ایک میں موجود نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض تو کتبِ اربعہ سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں بھی موجود نہیں ہیں۔

اسی طرح طبرانی کی المعجم الکبیر اور المعجم الاوسط میں، مسند ابی یعلیٰ (الموصلی) ومسند البزار اور دوسری مسانید، معاجم، فوائد واجزاء میں ایسی روایات پائی جاتی ہیں جنھیں اس علم (حدیث) کا ماہر راویوں کی تحقیق اور علتِ قادحہ سے سلامتی معلوم کرنے کے بعد صحیح قرار دیتا ہے۔ اس کا یہ اقدام (صحیح روایت کو صحیح قرار دینا) جائز ہے اگر چہ اس سے پہلے کسی حافظِ حدیث (محدث

---

(۱) اس قول کا حوالہ یا سند معلوم نہیں ہے۔

وعالم) نے اسے صحیح قرار نہ دیا ہو۔اس میں (ہم نے) شیخ ابوزکریا یحییٰ النووی کی موافقت (کی) ہے اور الشیخ ابوعمرو (بن الصلاح کی) مخالفت (کی) ہے۔

حافظ ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد المقدسی نے اس کے بارے میں ایک کتاب ''المختارۃ'' لکھی ہے لیکن یہ مکمل نہیں ہے۔ ہمارے اساتذہ میں سے بعض حفاظِ حدیث (ابن تیمیہ) اسے مستدرکِ حاکم پر ترجیح دیتے تھے۔ واللہ اعلم

شیخ ابوعمرو بن الصلاح نے مستدرک میں حاکم (کے طریقے) پر کلام کیا ہے، وہ کہتے ہیں: شرطِ صحیح میں حاکم لمبے قدم بھرنے والے اور اس پر حکم لگانے میں متساہل ہیں، بہتر یہ ہے کہ جس حدیث پر (انھوں نے صحیح کا حکم لگایا ہے، اگر اس کی) دوسرے اماموں سے تصحیح نہ ملے تو ان کے بارے میں درمیانہ راستہ اختیار کیا جائے۔ اگر یہ صحیح نہ ہو تو قابلِ حجت حسن (ضرور) ہے، سوائے اس کے کہ اس میں ایسی علت ظاہر ہو جائے جس سے اس روایت کا ضعف لازم آتا ہے۔ میں (ابن کثیر) نے کہا: (حاکم کی) اس کتاب میں حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اس میں صحیح روایتیں ہیں جو تھوڑی ہیں، اس میں ایسی صحیح روایتیں بھی ہیں جنھیں بخاری و مسلم نے اپنی کتابوں میں بیان کر رکھا ہے (لیکن) حاکم کو اس کا پتا نہیں چلا۔ اس میں حسن، ضعیف اور موضوع روایتیں بھی ہیں۔ ہمارے استاذ (حافظ) ابوعبداللہ الذہبی نے اسے (تلخیص المستدرک میں) مختصر کیا ہے، انھوں نے ان سب روایات (صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع وغیرہ) کو واضح کر دیا ہے۔ انھوں نے مستدرک میں پائی جانے والی موضوع روایات پر ایک بڑا جزء لکھا ہے، جو کہ ایک سو احادیث کے قریب ہے۔ واللہ اعلم

[موطأ مالک]

تنبیہ: امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کا قول کہ ''مجھے ایسی کسی علمی کتاب کا علم نہیں ہے جو مالک کی کتاب سے زیادہ صحیح ہو''[1]

(۱) تقدمۃ الجرح والتعدیل (ص۱۲) وآداب الشافعی لابن ابی حاتم (ص۱۵۰) بلفظ: ''مافی الأرض کتاب من العلم أکثر صوابًا من موطأ مالك'' وسندہ صحیح، ورواہ البیہقی فی مناقب الشافعی (۵۰۷/۱) نحوہ وسندہ صحیح



Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830366

انھوں نے یہ قول صحیح بخاری وصحیح مسلم (کے وجود) سے پہلے کہا ہے۔

اس زمانے میں بہت سی کتابیں سنن (احادیث) میں لکھی گئی تھیں۔ ابن جریج، ابن اسحاق (امام المغازی) کی ''السیرۃ'' کے علاوہ کتابیں، ابوقرہ موسیٰ بن طارق الزَّبِیدی کی کتاب اور مصنف عبدالرزاق بن ہمام وغیرہ، (امام) مالک کی کتاب مُوطأ ان سے جلیل القدر اور عظیم ترین فوائد والی تھی، اگرچہ ان میں سے بعض کتابیں موطأ سے حجم اور کثرتِ احادیث کے لحاظ سے بڑی تھیں۔

(خلیفہ) المنصور نے امام مالک سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ لوگوں کو اُن کی کتاب پر اکٹھا کرنا چاہتے ہیں تو امام مالک نے اسے قبول نہیں کیا، یہ ان کے کمالِ علم اور انصاف سے متصف ہونے کی دلیل ہے۔

امام مالک نے فرمایا: لوگوں نے ایسی چیزیں جمع کی ہیں اور ان روایات پر مطلع ہوئے ہیں جنھیں ہم نہیں جانتے۔ (۱)

لوگوں نے آپ کی کتاب الموطأ پر پوری توجہ دی اور اس پر بہت سی کتابیں لکھیں جن میں سب سے بہترین شیخ ابوعمر بن عبدالبر النَّمری القرطبی رحمہ اللہ کی دو کتابیں ''التمہید'' اور ''الاستذکار'' ہیں۔

یہ (کلام) اس کے ساتھ ہے کہ موطأ میں متصل صحیح احادیث، مرسل ومنقطع روایات اور ایسی بلاغات ہیں جو کہ بہت کم طور پر باسند ملتی ہیں۔

## [سنن ترمذی وسنن نسائی پر لفظِ صحیح کا استعمال]

حاکم ابوعبداللہ (النیسابوری) اور خطیب بغدادی دونوں ترمذی کی کتاب کو ''الجامع

(۱) دیکھئے کشف المغطا فی فضل الموطا لابن عساکر (ص ۲۷) والانتقاء لابن عبدالبر (ص ۴۰)
خلیفہ کا امام مالک سے موطأ کے نفاذ کا قصہ صحیح ہے لیکن محمد بن عمر الواقدی (کذاب متروک) کی روایت مردود ہے۔ صاحبِ کتاب نے واقدی کی روایت نقل کر رکھی ہے۔ واللہ اعلم

Islamic Research Centre Rawalpindi 0514830386

الصحیح'' کہتے تھے اور یہ ان کا تساہل ہے کیونکہ اس میں بہت سی منکر روایتیں ہیں۔[1]

حافظ ابوعلی بن السکن اور خطیب بغدادی کا سنن نسائی کو صحیح کہنا محلِ نظر ہے اور یہ کہنا کہ ان کی شرط صحیح مسلم سے زیادہ سخت ہے، قابلِ تسلیم نہیں ہے کیونکہ اس میں ضعیف، معلول اور منکر روایتیں ہیں جیسا کہ ہم نے (اپنی کتاب) الاحکام الکبیر میں تنبیہ کی ہے۔

[مسند امام احمد]

حافظ ابوموسیٰ محمد بن ابی بکر المدینی کا مسند امام احمد کے بارے میں یہ کہنا کہ ''یہ صحیح ہے'' [خصائص المسند للمدینی ص۲۴] ضعیف قول ہے کیونکہ اس (مسند) میں ضعیف بلکہ موضوع روایتیں موجود ہیں جیسے فضائل مرو [مسند احمد ۵/۳۵۷] شہداء عسقلان [مسند احمد ۳/۲۲۵] اور حمص کے نزدیک البرث الاحمر (سرخ ہموار زمین) [مسند احمد ۱/۱۹] وغیرہ کی روایات جیسا کہ حفاظِ حدیث کی ایک جماعت نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔

مسند احمد کے مقابلے میں کثرتِ روایات اور حسنِ سیاق (بہترین روایات کے لحاظ سے) کوئی مسند نہیں ہے، اس کے باوجود امام احمد سے اس کتاب میں بہت سی حدیثیں رہ گئی ہیں بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انھیں دوسو (۲۰۰) کے قریب صحابہ کی روایات نہیں پہنچیں جن کی روایات صحیحین میں ہیں۔

[کتبِ خمسہ وغیرہ]

اسی طرح حافظ ابوطاہر السِلَفی کا اصول خمسہ یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن ترمذی اور سنن النسائی کے بارے میں یہ کہنا کہ ''ان کے صحیح ہونے پر علمائے مشرق و مغرب کا اتفاق ہے۔''[2] ان کا تساہل ہے اور اس کا ابن الصلاح وغیرہ نے رد کیا ہے۔

---

(۱) حاکم نے نسائی پر صحیح کا لفظ مستدرک حدیث صلاۃ التسبیح کے تحت کیا ہے (۱/۳۱۸ ح ۱۱۹۲) حالانکہ حاکم کی ذکر کردہ حدیث سنن نسائی میں موجود نہیں ہے جیسا کہ ابن الملقن نے البدر المنیر میں وضاحت کی ہے۔ خطیب نے نسائی پر صحیح کا اطلاق تاریخ بغداد (۱/۲۴۰ ت ۵۷) میں کیا ہے۔ ابن السکن کے قول کا حوالہ معلوم نہیں ہے۔

(۲) حوالہ معلوم نہیں ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 0514830366

ابن الصلاح نے کہا: اور اس کے ساتھ یہ (اصولِ خمسہ) کتبِ مسانید مثلاً مسند عبد بن حمید، مسند (سنن) الدارمی، مسند احمد بن حنبل، مسند ابی یعلیٰ، مسند البزار، مسند ابی داود الطیالسی، مسند حسن بن سفیان، مسند اسحاق بن راہویہ اور مسند عبیداللہ بن موسیٰ وغیرہ سے اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہیں کیونکہ یہ (مسانید والے) ہر صحابی سے وہ روایت ذکر کر دیتے ہیں جو ان تک پہنچتی ہے۔

## [صحیحین کی معلّق روایتیں]

شیخ ابوعمرو (ابن الصلاح) نے صحیح بخاری میں پائی جانے والی معلق روایات پر کلام کیا ہے۔ صحیح مسلم میں بھی معلق روایات ہیں لیکن (بہت) تھوڑی ہیں، کہا جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں چودہ (۱۴) معلق روایتیں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جسے (امام) بخاری نے صیغۂ جزم سے بیان کیا ہے وہ اپنے قائل و فاعل تک (بخاری کے نزدیک) صحیح ہے پھر دوسری روایتوں میں تحقیق کی جاتی ہے، اس میں صیغۂ تمریض سے جو روایتیں ہیں اُن سے نہ صحت معلوم ہوتی ہے اور نہ ضعف لازم آتا ہے کیونکہ ان میں سے بعض روایات صحیح ہیں اور بعض کو (امام) مسلم نے روایت کیا ہے۔

تعلیقات میں سے جو روایتیں صحیح ہیں وہ باسند صحیح کے درجے پر نہیں ہیں کیونکہ انھوں (امام بخاری) نے اپنی کتاب کا نام ''**الجامع المسند الصحیح المختصر في أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه**'' رکھا ہے۔

جب (امام) بخاری: ''اس نے ہمیں بتایا'' یا ''فلاں نے مجھے یہ بتایا'' یا ''مجھے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے'' کہیں تو اکثر (جمہور) کے نزدیک یہ متصل (کے حکم میں) ہے۔

ابن الصلاح نے بعض مغربیوں (اہلِ اندلس وغیرہ) سے نقل کیا ہے کہ یہ بھی تعلیق ہے، اسے وہ (امام بخاری) اعتماد کے لئے نہیں بلکہ استشہاد کے لئے نقل کرتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ انھوں نے اسے مذاکرے میں سُنا ہو۔

ابن الصلاح نے اس بات کو رد کرتے ہوئے حافظ ابوجعفر (احمد) بن حمدان (بن علی بن

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830396

سنان النیسابوری) سے نقل کیا ہے کہ "جب بخاری وقال لی فلان کہتے ہیں تو وہ انھوں نے بطورِ عرض اور بطورِ مناولہ سُنا ہوتا ہے۔"(۱)

(حافظ) ابن حزم (اندلسی مغربی) نے (صحیح بخاری کی) جب گانے بجانے (کے رد) والی حدیث کو رد کیا جس میں امام بخاری نے فرمایا ہے: "**وقال هشام بن عمار**" تو ابن حزم کا رد کرتے ہوئے ابن الصلاح نے کہا:

"ابن حزم کو کئی لحاظ سے غلطی لگی ہے کیونکہ یہ روایت ہشام بن عمار سے ثابت ہے۔"

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: اسے احمد نے اپنی مسند (۳۴۲/۵ ح ۲۳۲۸۸ بسند آخر ومتن آخر) ابوداود نے سنن (۴۰۳۹ بسند آخر) برقانی نے اپنی صحیح (المستخرج علیٰ صحیح البخاری) اور کئی محدثین نے متصل سند کے ساتھ ہشام بن عمار اور ان کے استاذ صدقہ بن خالد سے روایت کیا ہے جیسا کہ ہم نے کتاب الاحکام میں بیان کیا ہے۔ **وللّٰه الحمد**(۲)

پھر (ابن الصلاح نے) بیان کیا کہ (ساری) اُمت نے (ابن الصلاح کے زمانے میں) ان دونوں کتابوں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) کو، سوائے چند حروف کے جن پر بعض حفاظِ حدیث مثلاً دارقطنی وغیرہ نے تنقید کی ہے، تلقی بالقبول کا درجہ دیا ہے (قبول کیا ہے۔)

پھر انھوں (ابن الصلاح) نے اس سے یہ استنباط کیا کہ "صحیحین میں جتنی (حدثنا کے ساتھ بیان کردہ) احادیث ہیں قطعی طور پر صحیح ہیں کیونکہ اُمت (اجماع کی حالت میں) معصوم عن الخطأ ہے لہٰذا جسے اُمت نے صحیح سمجھا اس پر عمل (اور ایمان) واجب ہے اور یہ ضروری ہے کہ یہ روایات حقیقت میں بھی صحیح ہی ہوں۔" اور یہ استنباط اچھا ہے۔

---

(۱) اسے ذہبی نے بحوالہ حاکم نقل کیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۳۰۰/۱۴) حاکم سے شیخ الاسلام ابن حمدان تک سند صحیح ہے۔ شیخ کی کتاب جب طالب علم لکھ یا لکھوا کر شیخ پر پیش کر کے ان سے روایتِ حدیث کی اجازت لے لیتا ہے تو اسے عرض کہتے ہیں، شیخ اپنے شاگرد کو جو کتاب دیتا ہے تو اسے مناولہ کہتے ہیں۔

(۲) یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع کی کتاب احادیث ذم الغناء والمعازف فی المیزان ص ۲۳ تا ۳۵

اس مسئلے میں شیخ محیی الدین النووی نے (اپنی کتاب التقریب ص ۴۰ میں) مخالفت کی ہے اور کہا ہے: ''اس سے قطعی الصحت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔''

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: میں اس مسئلے میں ابن الصلاح کے ساتھ ہوں، انھوں نے جو کہا اور راہنمائی کی ہے (وہی صحیح ہے)۔ واللہ اعلم

حاشیہ: اس کے بعد مجھے ہمارے استاذ علامہ ابن تیمیہ کا کلام ملا جس کا مضمون یہ ہے:

جس حدیث کو (ساری) اُمت کی (بالاجماع) تلقی بالقبول حاصل ہے، اُس کا قطعی الصحت ہونا ائمہ کرام کی جماعتوں سے منقول ہے۔ اُن میں قاضی عبدالوہاب المالکی، شیخ ابو حامد الاسفرائنی، قاضی ابو الطّیب الطبری اور شافعیوں میں سے شیخ ابو اسحاق الشیرازی، حنابلہ میں سے (ابو عبداللہ الحسن) ابن حامد (البغدادی الوراق) ابو یعلیٰ ابن الفراء، ابوالخطاب، ابن الزاغونی اور ان جیسے دوسرے علماء، حنفیہ میں سے شمس الائمہ السرخسی سے یہی بات منقول ہے (کہ تلقی بالقبول والی احادیث قطعی الصحت ہیں)

ابن تیمیہ نے کہا: ''اشاعرہ (اشعری فرقہ) کے جمہور متکلمین مثلاً ابو اسحاق الاسفرائنی اور ابن فُورَک کا یہی قول ہے۔''

انھوں (ابن تیمیہ) نے کہا: ''اور یہی تمام اہلِ حدیث (محدثین کرام اور اُن کے عوام) اور عام سلف صالحین کا مذہب (دین) ہے۔''

یہ بات ابن الصلاح نے بطور استنباط کہی تھی جس میں انھوں نے ان اماموں کی موافقت کی ہے۔[۲]

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830386

........................................

(۱) اس کی تائید وتفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' ص ۱۱۔۱۸

(۲) معلوم ہوا کہ صحیحین کی احادیث کو ظنی کہنا غلط ہے۔

تذکرۃ الاعیان — حافظ زبیر علی زئی

# امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ

موطأ امام مالک کے مصنف اور مدینہ طیبہ کے مشہور امام مالک رحمہ اللہ کا مختصر و جامع تذکرہ پیشِ خدمت ہے:

**نام و نسب:** ابوعبداللہ مالک بن انس بن ابی عامر بن عمرو الاصبحی المدنی رحمہ اللہ

**پیدائش:** ۹۳ھ یا ۹۴ھ بمقام مدینہ طیبہ

**اساتذہ:** محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب الزہری، نافع مولیٰ ابن عمر، ایوب السختیانی، جعفر بن محمد الصادق، حمید الطّویل، زید بن اسلم، ابوحازم سلمہ بن دینار، ہشام بن عروہ اور عبداللہ بن دینار وغیرہم

**توثیق:** امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ''ثقة'' (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۶، وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''مالك أثبت في كل شيً'' مالک ہر چیز میں ثقہ ہیں۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۲/۳۴۹ رقم:۲۵۴۳)

اور فرمایا: مالک (روایتِ حدیث میں) حجت ہیں۔ (سوالات المروذی:۴۵)

ابوحاتم الرازی نے کہا: ''ثقة إمام أهل الحجاز وهو أثبت أصحاب الزهري...'' اہلِ حجاز کے امام ہیں اور زہری کے شاگردوں میں سب سے ثقہ ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۸/۲۰۶)

علی بن عبداللہ المدینی نے فرمایا: مالک صحیح الحدیث ہیں۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۴، وسندہ صحیح)

حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں ذکر کیا اور فرمایا: آپ ۹۳ یا ۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ (۷/۴۵۹) عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ مشہور ثقہ ثبت حافظ سے پوچھا گیا: مجھے پتا چلا ہے کہ آپ نے مالک بن انس کو ابوحنیفہ سے بڑا عالم کہا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے یہ بات نہیں کہی بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ابوحنیفہ کے استاذ یعنی حماد (بن ابی سلیمان) سے بڑے عالم ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۱/۱۱، وسندہ صحیح)

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا: مالک حدیث میں امام تھے۔ (تقدمہ الجرح والتعدیل ص ۱۴، وسندہ صحیح)
امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب مالک سے حدیث آجائے تو اسے مضبوط ہاتھوں سے پکڑ لو۔ (تقدمہ ص ۱۴، وسندہ صحیح)
امام شعبہ نے فرمایا: میں مدینہ میں داخل ہوا اور نافع زندہ تھے اور مالک کا حلقہ قائم تھا۔
(الجرح والتعدیل ۲۶/۱ وسندہ صحیح)
امام نافع رحمہ اللہ ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے اور اس وقت امام مالک کی عمر ۲۳ یا ۲۴ سال تھی یعنی جوانی میں ہی آپ کی امامت وتدریس قائم ہوگئی تھی۔
امام مالک کی توثیق وتعریف پر اجماع ہے۔ آپ کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن الجارود، صحیح ابی عوانہ، سننِ اربعہ، کتاب الام للشافعی، مسند احمد اور مسلمانوں کی دیگر بڑی کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔
**الموطأ:** امام شافعی رحمہ اللہ نے (صحیح بخاری وصحیح مسلم کی تصنیف سے پہلے) فرمایا: رُوئے زمین پر علمی کتابوں میں موطأ مالک سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔
(الجرح والتعدیل ۱۲/۱، وسندہ صحیح)
موطأ امام مالک کا ذکر صحیح ابن خزیمہ (۱۴۰) اور صحیح ابن حبان (الاحسان: ۵۶۳۸، دوسرا نسخہ ۵۶۶۷) وغیرہما میں کثرت سے موجود ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے امام مالک کی کتاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''ما أحسن لمن تدین به'' جو شخص دین پر چلنا چاہتا ہے، اُس کے لئے کتنی اچھی کتاب ہے۔ (کشف المغطا فی فضل الموطا لابن عساکر ص ۴۱ وسندہ حسن، نیز دیکھئے الاستذکار ۱۲/۱، ۱۳)
**تلامذہ:** سعید بن منصور، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ، عبداللہ بن ادریس، عبداللہ بن المبارک، قعنبی، عبداللہ بن وہب، اوزاعی، عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان، ابن جریج، قتیبہ بن سعید، شافعی، وکیع اور امام فزاری وغیرہم.
**وفات:** ۱۷۹ھ بمقام مدینہ طیبہ

Islamic Research Centre Rawalpindi 0514830386

احسن الحدیث — حافظ ندیم ظہیر

## مال واولاد کے ذریعے سے آزمائش

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ یقیناً تمھارے مال اور تمھاری اولاد آزمائش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ (التغابن:۱۵)

### فقہ القرآن:

☆ اس آیتِ مبارکہ میں اولاد اور مال کو آزمائش قرار دیا گیا ہے کیونکہ عام طور پر یہی انسان کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔

☆ مال اور اولاد سے محبت ایک فطری جذبہ ہے، اگر یہ محبت شریعت کے تابع رہے تو عنداللہ اجر وثواب کا ذریعہ ہے لیکن اگر یہ محبت حلال وحرام کا فرق ختم کر دے، فرائض سے غافل اور خرافات ومنکرات کی طرف لے جائے تو یہ نہ صرف ایک مذموم عمل ہے بلکہ آخرت میں ذلت ورسوائی کا باعث بھی ہے۔

☆ قرآن مجید میں عموماً مال واولاد کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ شدید تنبیہ بھی فرمائی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ اے ایمان والو! تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہنا۔ (التغابن:۱۴)

نیز فرمایا: اے ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں، جو لوگ ایسا کریں تو وہی خسارہ پانے والے ہیں۔ (المنافقون:۹)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( إن الولد مبخلة ، مجبنة، محزنة .)) اولاد انسان کے بخل، بزدلی اور حزن وملال کا باعث ہے۔ (ابن ماجہ:۳۶۶۶، حاکم ۳/۱۶۴، واللفظ لہ، احمد ۴/۱۷۲، حسن)

☆ جو لوگ مال واولاد کی محبت کے مقابلے میں اللہ کی اطاعت کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کی معصیت سے ہمہ وقت اپنے دامن کو بچاتے ہیں تو ان خوش قسمتوں کے لئے ارشاد ہے:
''اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔''



Islamic Research Centre Rawalpindi 0514830386

ہدیۃ المسلمین حافظ زبیر علی زئی

# آمین بالجہر

**۱۶) عن وائل بن حجر أنه صلّى خلف رسول الله ﷺ فجهر بآمين . إلخ**

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بالجہر کہی۔ الخ (سنن ابی داود ۱/۱۴۲ ح ۹۳۳، مع العون ۱/۳۵۲ وسندہ حسن)

اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: **وسنده صحيح** (التلخیص الحبیر ۱/۲۳۶)

**فوائد:** ① اس حدیث اور دیگر احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جہری نماز میں امام ومقتدی دونوں آمین بالجہر کہیں گے۔

② آمین بالجہر کی حدیث متواتر ہے۔

(دیکھئے کتاب الاول من کتاب التمییز للامام مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمہ اللہ، صاحب الصحیح ص ۴۰)

③ جس روایت میں (سراً) آمین کا ذکر آیا ہے، امام شعبہ کے وہم کی وجہ سے ضعیف ہے۔

④ اگر امام شعبہ کے وہم والی روایت کو صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں خفیہ آمین کہنی چاہئے۔

⑤ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اونچی آواز کے ساتھ آمین کہنا ثابت ہے۔ (صحیح البخاری قبل ح ۷۸۰) کسی صحابی سے باسند صحیح، عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کا رد کرنا ثابت نہیں ہے لہٰذا آمین بالجہر کی مشروعیت پر صحابہ کا اجماع ہے۔ (دیوبندی تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں اونچی آواز سے لاؤڈ سپیکر میں دعا اور اونچی آمین کہنے والے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ کہنی چاہئے۔ اسے کہتے ہیں ''اوروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت''!)

⑥ صحیح مسلم والی حدیث ''جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو'' آمین بالجہر کی دلیل ہے، دیکھئے تبویب صحیح ابن خزیمہ (۱/۲۸۶ ح ۵۶۹) وغیرہ، کسی محدث نے اس سے آمین بالسر کا مسئلہ کشید نہیں کیا، ظاہر ہے کہ محدثین کرام اپنی روایات کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 0514830386